بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوانوں کے نام

آیت اللہ العظمٰی المرجع الکبیر

الشیخ بشیر حسین نجفی

(دام ظلہ الوارف)

مترجم

سید نذر عباس حسنی نجفی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:.................. جوانوں کے نام

مولف:.................آیت اللہ العظمیٰ المرجع الکبیر الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

مترجم:..................سید نذر عباس حسنی نجفی

ناشر:....................

تعداد:....................

تاریخ طبع:...............جنوری ۲۰۱۱ء

مطبع:....................

ہدیہ:....................

عرض ناشر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

انتساب

آج نظر آنے والے یہ ننھے پودے کل کو مضبوط درخت بن کر دوسروں کو تپتی دنیا سے بچا کر اپنے سائے کی ٹھنڈی آغوش میں لیں گے اور اپنے لذیذ پھلوں سے انھیں لطف اندوز کریں گے............

آج نظر آنے والی یہ چھوٹی چھوٹی کلیاں کل کو کھل کر خوش رنگ اور خوشبودار پھول بن جائیں گی اور نہ جانے کتنے دلوں میں خوشگوار احساس چھوڑیں گی..........

آج نظر آنے والے نوجوانوں کے روشن اور چمکتے چہرے اور معصوم حرکتیں کرنے والے نادان بچے کل کو اپنی قوم وملت کے مقدر کے فیصلے کریں گے..........

پس میری یہ کاوش ان پودوں، کلیوں، نوجوانوں، بچوں ....

.اور اپنے بیٹے ''محمد'' کے نام!..........

سید غضنفر عباس حسنی

فہرست مطالب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۴
۲	فہرست مطالب	۵
۳	عرض مترجم	۷
۴	علم کی فضیلت	۱۱
۵	علم دوطرح کے ہیں	۲۱
۶	علم دین	۲۱
۷	علم بدن	۲۲
۸	علم اور روح کی پاکیزگی	۲۵
۹	ترقی	۲۸
۱۰	مخلوط نظام تعلیم	۳۰
۱۱	جوان لڑکوں کے نام	۳۵
۱۲	جوان بچیوں کے نام	۴۳
۱۳	شیطان اور آنکھیں	۴۵
۱۴	قوم کا مستقبل	۵۹
۱۵	فکری ارشادات اور بیانات	۶۳
۱۶	ثقافت اور اسکی حقیقت	۶۶

۱۷	مغرب کی پیروی کی منطق	۶۸
۱۸	نجات کا راستہ	۷۰
۱۹	مکروہ مغربی ثقافت کا سایہ	۷۲
۲۰	ثقافتی تسلط سے مقابلے کے طریقے	۸۰
۲۱	لباس وشکل وصورت	۸۲
۲۲	عقل اور منشیات	۸۶
۲۳	ورزش اور نوجوان	۸۹

عرض مترجم

جوانوں اور سٹوڈنٹس کا طبقہ ہی کسی بھی قوم کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لہذا ہر قوم کی کامیابی، خوشحالی اور سعادت جوانوں اور اسٹوڈنٹس کے ساتھ مربوط ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب ہم دنیا میں کامیاب ہونے والی کسی بھی تحریک یا برپا ہونے والے کسی بھی انقلاب کا باغور ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں اس تحریک کی کامیابی اور اس انقلاب کا رونما ہونا جوانوں اور اسٹوڈنٹس کا مرہونِ منت نظر آتا ہے۔اسی طرح دنیا میں موجود ترقی یافتہ اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھنے والے تمام ممالک کی ترقی کے پیچھے جوانوں اور اسٹوڈنٹس کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔پس جس قوم کے جوان اور سٹوڈنٹس عزم، ارادہ، ایمان، اخلاص، جرأت، خدمت، دیانت اور اپنی قوم کو سربلند کرنے کے عظیم جذبات سے سرشار ہوں وہ قوم دنیا کی عظیم اور سربلند قوم ہوتی ہے۔

اور اسی طرح اگر کسی قوم کے جوان تعلیمی میدان میں محنت ولگن نہ کرنے کی وجہ سے پیچھے ہوں، دیانت، اخلاص، ایمان اور خدمت کے جذبات سے محروم ہوں، عزت اور سربلندی کے احساس سے نابلد ہوں، اخلاقی برائیاں ان کے ذریعے پروان چڑھتی ہوں تو ایسی قوم دنیا کی گھٹیا، بدبخت اور چھوت قوم شمار ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دشمن نے ہمیں ترقی اور سربلندی سے دور رکھنے کے لئے سب سے پہلے ہماری ریڑھ کی ہڈی پر حملہ کیا ہے کیونکہ چالاک دشمن جانتا ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کے ٹوٹنے کے بعد جسم زندہ بھی

رہے تو تب بھی اس کا شمار مُردوں میں ہی ہوتا ہے دشمن نے ہمارے جوانوں اور اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلاب کو روشن خیالی اور آزادی کے نام پر اخلاقی فساد اور فکری ایڈز میں مبتلا کر دیا ہے، ہمارے جوانوں اور اسٹوڈنٹس کو دین کے نام پر تشدد اور دہشت گردی کا تحفہ دیا ہے، بچوں اور جوانوں کی دینی تربیت کے لئے مذہبی رہنماؤں کی شکل میں دہشت گرد مہیا کیے ہیں کہ جنہوں نے دنیا کے پر امن ترین مذھب اسلام کو دہشت گرد مذھب بنا دیا ہے طلاب کے ہاتھ میں قلم کے بجائے خونی اسلحہ تھما دیا ہے، ان کے دلوں میں ہمدردی اور بھائی چارے کے بجائے سنگ دلی اور نفرتوں کے نہ ختم ہونے والے بیج بو دیئے ہیں ۔وہ جوان جنہیں مستقبل کی تعمیر کرنی تھی دشمن نے ان کے ہاتھوں میں ماضی کے آثار، حال کی ترقی اور مستقبل کی امیدوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے گولہ و بارود پکڑا دیا ہے............

پس ہمارے جوانوں خاص طور پر تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلاب اور طالبات کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اور اپنی جدوجہد اور محنت کے ذریعے اپنا اور اپنی قوم کا نام روشن کریں، دشمن کی طرف سے کی گئی لسانی، علاقائی اور قبائلی تقسیم اور دھڑا بندی کو ختم کر کے قوم و ملت کے لئے مل جل کر کام کریں اور جو شخص بھی لسانی اور علاقائی گروپ بندی اور تقسیم کو ہوا دیتا ہے وہ خدا اور پوری ملت کا دشمن ہے اور بلا واسطہ یا بالواسطہ اسلام دشمن قوتوں کا نمک خوار ہے............

یونیورسٹی کے طلاب اور طالبات کے ایک مجموعہ نے موجودہ حالات اور مختلف موضوعات کے حوالے سے اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں کے متعلق آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین نجفی صاحب سے متعدد سوالات کے جواب دریافت کئے جس پر آیت اللہ العظمیٰ نے نہایت احسن طریقے سے ان کی علمی تشنگی دور کی اور انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور ہر سوال کا تسلی بخش جواب دیا۔پس ان جوابات کی اہمیت کے پیش نظر ''ادارہ انوار النجفیہ'' نے سوالات کو حذف کر کے فقط جوابات کو مختلف عناوین دے کر ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا۔پس میں نے بھی اردو جاننے والے جوانوں تک آیت اللہ العظمیٰ.....

کے انمول فرامین اور گفتگو کو پہچانے کے لئے اس کا عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا تا کہ جوانوں کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل ہوسکے۔

میں اس کتاب کے ترجمہ کے سلسلہ میں سماحۃ الشیخ محمد عبدالغنی الصباغ صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کے ترجمہ میں ہر موقعہ پر میری مدد کی پس میں عراق سے تعلق رکھنے والے اپنے اس دوست کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جن کے تعاون سے کتاب کا ترجمہ نہایت آسانی اور بہت ہی کم وقت میں پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ اسی طرح میں اپنے محترم بھائی جناب سید ضامن جعفری صاحب کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جن کی مختلف موقعوں پر مدد اور پر خلوص حوصلہ افزائی سے یہ کتاب قارئین تک پہنچی۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ میری اس عبادتی کوشش کو اپنے دربار میں شرفِ قبولیت عطا کرے اور جوانوں کے لئے اس کو مفید اور مشعلِ راہ قرار دے (آمین)

والسلام

سید منذر عباس حسنی

اَللهُمَّ كُنْ لِوَلِيّكَ الحُجّةِ ابنِ الحَسَن
صَلَواتُكَ عَلَيهِ وعَلَى آبائِهِ فِي هٰذِهِ
السّاعَةِ وَفِي كُلّ ساعَةٍ وَلِيّا وَ حافِظاً
وَقائِداً وَ ناصِراً وَ دَلِيلاً وَ عَيْناً حَتَّى
تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعاً وَ تُمَتّعَهُ
فِيْها طَوِيْلاً.. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ
آلِ مُحَمَّدٍ

علم کی فضیلت

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیٰ محمد و آلہ المیامین ۔ قال اللہ سبحانہ: "ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ"۔ (۱)

یعنی: اس نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا کہ جو انھیں میں سے تھا تا کہ وہ ان کے سامنے قرآن کی آیات کی تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔

رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں:

"من طلب علما فادرکہ کتب اللہ لہ کفلین من الاجر ومن طلب علما فلم یدرکہ کتب اللہ لہ کفلا من الاجر"۔ (۲)

یعنی: جو شخص علم کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور اسے پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو گنا اجر عطا فرماتا ہے اور جو علم کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور اسے نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ اسے ایک گنا اجر عطا فرماتا ہے۔

ایک اور جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں:

"من احب ان ینظر الی عتقاء اللہ من النار فلینظر الی المتعلمین، والذی نفسی بیدہ مامن متعلم یختلف الی باب العالم الا کتب اللہ لہ بکل قلم عبادۃ سنۃ ۔

۱۔ سورۃ الجمعۃ آیت 2 ۲۔ بحار الانوار جلد 1 ص 183 طبع دوم مؤسسۃ الوفاء بیروت

وبنى الله له بكل قدم مدينة فى الجنة و يمشى على الارض و هى تستغفر له و يمسى و يصبح مغفورا له، و شهدت الملائكة انهم عتقاء الله من النار"۔ (١)

یعنی: جو شخص اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد و محفوظ قرار دیئے ہوئے افراد کو دیکھنا چاہتا ہے پس اسے چاہیے کہ طالب علموں کو دیکھے، پس اس کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو طالب بھی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے خدا اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے (اس کے نامہ اعمال میں) ایک سال کی عبادت لکھتا ہے، اور اس کے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں شہر تعمیر کرتا ہے، وہ زمین پر چلتا ہے جبکہ زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے، وہ شام کرتا ہے (یعنی وہ شام کو سوتا ہے) اور صبح کو مغفور اٹھتا ہے (یعنی اس کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں) اور ملائکہ گواہی دیتے ہیں کہ یہی لوگ خدا کی طرف سے جہنم سے آزاد اور محفوظ قرار دیئے گئے ہیں۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم فاطلبوا العلم من مظانه واقتبسوه من اهله، فان تعلمه لله حسنة، و طلبه عبادة، والمذاكرة به تسبيح، والعمل به جهاد، و تعليمه من لا يعلم صدقة و بذله لاهله قربة الى الله تعالىٰ لانه معالم الحلال و الحرام، ومنار سبيل الجنة، و المونس فى الوحشة، والصاحب فى الغربة و الوحدة، والمحدث فى الخلوة، والدليل على السراء والضراء، والسلاح على الاعداء، والزين عند الاخلاء يرفع الله به اقواما فيجعلهم فى الخير قادة، تقتبس آثارهم و يقتدى بفعالهم، وينتهى الى آرائهم، ترغب الملائكة فى خلتهم وبأجنحتها تمسحهم،

ا۔ بحار الانوار جلد 1 ص 184

وفی صلواتها تبارک علیهم، یستغفر لهم کل رطب و یابس حتی حیتان البحر و هوامه و سباع البر وانعامه ، ان العلم حیاة القلوب من الجهل، و ضیاء الابصار من الظلمة ، وقوة الابدان من الضعف، یبلغ بالعبد منازل الاخیار و مجالس الابرار والدرجات العلی فی الآخرة والاولی، الذکر فیه یعدل بالصیام ، و مدارسته بالقیام ، به یطاع الرب و یعبد، وبه توصل الارحام و یعرف الحلال والحرام ، والعلم امام والعمل تابعه، یلهمه السعداء و یحرمه الاشقیاء فطوبی لمن لم یحرمه الله من حظه"۔ (۱)

یعنی:علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے پس علم کواس کے مراکز سے حاصل کرو،اور اہل علم سے اسے اخذ کرو،خدا (کی رضا) کے لئے علم کا سیکھنا نیکی ہے،اوراس کا حاصل کرنا عبادت ہے، اوراس کا دہرانا تسبیح ہے،اس پر عمل کرنا جہاد ہے،جو اسے نہیں جانتا اسے سکھانا صدقہ ہے،اس کے اہل کو اس (علم) کا عطا کرنا خدا کی رضا ہے کیونکہ یہی (علم) حلال اور حرام کی علامت ونشانی ہے، جنت کے راستے کا رہنما ہے،وحشت میں انیس ہے،تنہائی اور سفر میں دوست ہے، گوشہ نشینی میں باتیں کرنے والا ہے،آسودگی اور تنگی وسختی میں ہادی ہے، دشمنوں کے (مقابلے کے) لئے اسلحہ ہے،قریبی دوستوں کے نزدیک زینت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے قوموں کو بلند کرتا (اورترقی دیتا) ہے پس (خدا) ان (اقوام) کو نیکی میں رہنما قرار دیتا ہے،ان (اقوام) کے آثار کو اخذ کیا جاتا ہے،ان کے افعال کی پیروی کی جاتی ہے،ان کی آراء کو حتمی سمجھا جاتا ہے، ملائکہ ان سے دوستی کو پسند کرتے ہیں،اپنے پر ان سے مس کرتے ہیں، اپنے درود میں ان کے لئے برکت کی دعا کرتے ہیں، ہر خشک وتر ان کے لئے

۱۔امالی مؤلف شیخ طوسی (رح)ص 487،بحارالانوار جلد 1 ص 171،طبع دوم مؤسستہ الوفاء بیروت

استغفار کرتا ہے، یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور حیوانات، خشکی کے درندے اور جانور (بھی ان کے لئے استغفار کرتے ہیں)، بیشک علم دلوں کو جہالت (کی موت) سے زندگی بخشتا ہے، (علم ہی) اندھیروں میں آنکھوں کی روشنی ہے، کمزوری میں بدن کی طاقت ہے، (علم ہی) انسان کو منتخب کردہ منزلت اور نیک لوگوں کی محفل و مجالس اور دنیا و آخرت میں بلند درجات تک پہنچاتا ہے، علمی گفتگو روزے کے برابر ہے، اس کی تدریس قیام کے برابر ہے، اسی کے ذریعے خدا کی اطاعت اور بندگی ہوتی ہے، اسی کے ذریعے صلہ رحمی ہوتی ہے، اسی کے ذریعے حلال اور حرام کو جانا جاتا ہے، علم قائد و امام ہے اور عمل اس کا پیروکار ہے، (علم) سعادت مندوں کو عطا ہوتا ہے اور سنگ دل و شقی اس سے محروم رہتے ہیں، پس طوبیٰ و خوشخبری ہے اس کے لئے کہ جس کے مقدر کو اللہ تعالیٰ علم سے محروم نہ کرے۔

امام علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

"العلم افضل من المال بسبعة:

الاول: انه میراث الانبیاء، والمال میراث الفراعنة.

الثانی: العلم لا ینقص بالنفقة، والمال ینقص بها.

الثالث: یحتاج المال الی الحافظ، والعلم یحفظ صاحبه.

الرابع: العلم یدخل فی الکفن ویبقی المال.

الخامس: المال یحصل للمؤمن والکافر والعلم لا یحصل الا للمؤمن.

السادس: جمیع الناس یحتاجون الی العالم فی امر دینهم ولا یحتاجون الی صاحب المال.

السابع: العلم یقوی الرجل علی المرور علی الصراط والمال یمنعه". (۱)

۱۔ بحار الانوار جلد 1 ص 185 طبع دوئم، موسسۃ الوفا بیروت

یعنی: علم سات وجہ سے مال سے افضل ہے:

۱۔ بیشک علم انبیاء % کی میراث ہے جبکہ مال فرعونوں کی میراث ہے۔

۲۔ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جبکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوجاتا ہے۔

۳۔ مال کے لئے محافظ کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ علم صاحبِ علم کی حفاظت کرتا ہے۔

۴۔ علم کفن میں داخل ہوجائے گا جبکہ مال (دنیا میں ہی) باقی رہ جائے گا۔

۵۔ مال کافر اور مؤمن دونوں کو حاصل ہوتا ہے جبکہ علم فقط مؤمن کو ہی ملتا ہے۔

۶۔ تمام لوگ اپنے دینی امور میں عالم کے محتاج ہوتے ہیں صاحبِ مال کے نہیں۔

۷۔ علم انسان کو پل صراط پر چلنے کے لئے قوت بخشتا ہے جبکہ مال چلنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

امام زین العابدین - فرماتے ہیں:

"لو یعلم الناس ما فی طلب العلم لطلبوہ ولو بسفک المھج و خوض اللجج، ان اللہ تعالیٰ أوحی الی دانیال ان أمقت عبیدی الیَّ الجاھل المستخف بحق اھل العلم التارک للاقتداء بھم، وان أحب عبیدی الیَّ التقی الطالب للثواب الجزیل اللازم للعلماء التابع للحلماء القابل عن الحکماء" (۱)

یعنی: اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ علم کے حصول کا کتنا اجر وثواب ہے تو وہ اسے دلوں کو چیر کر اور سمندری موجوں میں غوطہ لگا کر بھی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال پر وحی نازل کی کہ میرے نزدیک سب سے برا بندہ وہ جاہل ہے کہ جو اہل علم کو ادنیٰ وکم قدر سمجھے اور اہل علم کی پیروی نہ کرے، اور بیشک میرے نزدیک سب سے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو متقی، ثوابِ جزیل کے طالب، علماء کے ساتھ وابستہ، حلیم لوگوں کے تابع اور دانا لوگوں کی بات کو قبول کرتے ہیں۔

۱۔ الکافی جلد 1، ص 35 طبع سوئم دار الکتب الاسلامیہ تہران ۔ بحار الانوار جلد 1، ص 185

میرے بیٹے! یہ بات یاد رکھیں کہ اسٹوڈنٹ (Student) کے لئے چند معین صفات کا حامل ہونا ضروری ہے اگر اس میں یہ صفات نہ ہوں تو وہ اسم بدون مسمّی کہلاتا ہے اور اس کی مثال کسی قیمتی چیز کے ایسے کارٹن یا ڈبے کی ہوتی ہے کہ جس میں وہ قیمتی چیز نہ ہو بلکہ فقط اس چیز کے لیبل پر مبنی خالی ڈبہ ہو۔ ہمارے علماءِ ابرار نے Student کی ذمہ داریوں اور ان کی صفات کے بارے میں اور اسی طرح Teachers کی ذمہ داریوں اور ان کی صفات کے بارے میں بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں، اس سلسلہ میں سب سے اچھی اور عمدہ جو کتاب لکھی گئی وہ "**منية المريد في آداب المفيد والمستفيد**" ہے کہ جس کو شہید شیخ زین الدین بن علی العاملی نے تحریر کیا۔ شیخ زین الدین بن علی ہمارے علماء، علمی حلقوں اور شیعہ افراد میں "شہیدِ ثانی" کے نام سے معروف ہیں۔ میں اپنے بچوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس عظیم کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تا کہ اس سے استفادہ کر سکیں۔

میرے بچو اور جگر گوشو! یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کسی بھی اسٹوڈنٹ کے لئے حقیقی و اصلی اسٹوڈنٹ بننے کے لئے پہلا قدم اور پہلا عمل یہ ہے کہ وہ حصول علم کے لئے اپنی نیت اور مقصد کو صاف و خالص کرے اور تعلیمی راستے پر چلنے کے لئے ایسا کرنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ علم ہی سب سے افضل اور سب سے عظیم ترین چیز ہے، علم ہی سے ایک انسان دوسرے انسان سے اشرف کہلاتا ہے، علم ہی کے ذریعے ہمارے مورثِ اعلیٰ حضرت آدمؑ ملائکہ سے افضل قرار پائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تعلیمی میدان میں اترنے والے شخص کی نیت و مقصد مال کا حصول، یا فقط کوئی ایسی ڈگری لینا نہ ہو کہ جس کے ذریعے فقط وہ کوئی خاص نوکری حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ کی نیت لوگوں کی خدمت کرنا اور انہیں فائدہ پہچانا وغیرہ نہ ہو بلکہ فقط حصول مال اور نوکری ہو تو ایسی نیت و قصد تعلیم کے حاصل کرنے کے بارے میں کسی عقلمند کے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس طرح سے آپ نے سب سے اشرف و افضل چیز کو سب سے ادنٰی چیز کے حصول کے لئے تمہید اور وسیلہ قرار دیا ہے، بیشک علم ہر چیز سے اشرف و افضل ہے اور مادہ اور

دنیا سب سے ادنیٰ چیز ہے۔

علم کی اشرفیت وافضلیت کے بارے میں قرآنی آیات اور روایات میں بہت تاکید کی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سی آیات میں علم کی اشرفیت کو بیان کیا گیا ہے ارشادِ قدرت ہے:

"یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات" (۱)

یعنی: خدا صاحبان ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو بلند فرمائے گا۔

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ باری ہوتا ہے:

"ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوالالباب" (۲)

یعنی: کہہ دو! کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ اس بات سے نصیحت صرف صاحبان عقل حاصل کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس بارے میں بہت سی آیات موجود ہیں اور اسی طرح اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث بھی بہت زیادہ ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم..... الی آخرہ"۔ (۳)

یعنی: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے،۔۔۔تا آخر

پس اس عظیم عمل یعنی تحصیل علم کی دنیا کے حصول کیلئے ذریعہ اور وسیلہ بنا کر توہین کرنا جائز نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ علم کو توہین اور بے حرمتی سے بچایا جائے اور اس کی عزت وعظمت کا لحاظ رکھا جائے اور علم کو معرفت کے حصول اور اسکے ان حقوق کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا جائے جن کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

۱۔المجادلۃ آیت 11 ۲۔الزمر آیت 9

۳۔الکافی جلد 1، ص 30 طبع سوئم دارالکتب الاسلامیۃ تہران

اسی طرح طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے مقام ومرتبہ کو ہمیشہ مدنظر رکھے اور اپنی تعلیم کو دنیا کی ہر چیز سے اہم قرار دے پس اس کی نظر میں ہر چیز تعلیم سے کم مرتبہ اور ادنیٰ ہونی چاہیے لہذا Student میں ایسی صلاحیت اور استعداد کا ہونا ضروری ہے کہ جس کی بدولت وہ دنیا کی ہر چیز کو تعلیم کی خاطر قربان کردے اور جس میں ایسی صلاحیت اور استعداد نہیں ہے اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے آپ کو طالب علم (Student) کہے۔

یہ بات واضح رہے کہ فلاسفہ (Philosophers) اور مجتہدین طالب علموں کو اپنا تمام وقت تعلیم کے حصول کے لئے صرف کرنے کا حکم دیتے ہیں اور ان کو تعلیم کے علاوہ کسی بھی کام میں وقت ضائع کرنے سے منع کرتے ہیں، پس اس بنا پر اجتماعی اور معاشرتی امور میں سے ہر وہ کام جو تعلیم کے حصول میں مانع ہو یا تعلیم کے حصول میں سستی کا سبب ہو یا تعلیمی میدان میں کمزوری کا باعث بنے اسٹوڈنٹ کے لئے اس کام کا سرانجام دینا یا اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے بلکہ وہ علماء اور فلاسفہ کی نظر میں اس سے معذور ہے اور یہ بات کسی بھی اسٹوڈنٹ کو دھوکہ میں مبتلا نہ کرے کہ "ابھی تو بہت وقت پڑا ہے، ابھی تو جوانی کی ابتداء ہے ساری عمر پڑھنے کے لئے پڑی ہے وغیرہ" اسٹوڈنٹس اس قسم کی باتوں اور خیالات سے دھوکہ کھا کر Study میں سستی کرتے ہیں اور اپنی سستی کا بہانہ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ آنے والے وقت میں اس کا تدارک اور تلافی کرلیں گے حالانکہ یہ ایک شیطانی دھوکہ اور شیطانی چال ہے کہ جس کے ذریعے ابلیس لعین اسٹوڈنٹس کو عظیم مقاصد اور منزلوں سے دور کرتا ہے۔

ضروری ہے کہ طالب علم اس بات کی طرف متوجہ رہے کہ اس کی زندگی اور وقت سے گزرنے والا ہر وہ منٹ کہ جس میں اس نے کوئی علمی ثمرہ حاصل نہیں کیا، جس میں اس نے کسی قسم کی تعلیمی سرگرمی سرانجام نہیں دی اور جس میں اس نے تعلیم کو نظر انداز کیا ہے وہ منٹ قیامت تک کبھی واپس نہیں آئے گا۔

مختلف اور متعدد Subjects کو ایک مخصوص عرصہ تک پڑھنے کے بعد جب کوئی Student ایسے مرحلے پہ پہنچتا ہے کہ جب اسے چند مخصوص یا کوئی ایک Subject اختیار کرنا ہوتا ہے تو اس مرحلہ میں Student کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے Subject کو اپنی آئندہ تعلیمی زندگی کے لئے اختیار کرے کہ جو سب سے افضل اور بہتر ہو اور اپنے اندر ایسی صلاحیت اور قدرت کا پیدا کرنا بھی ضروری ہے کہ جس کے ذریعے وہ اپنے Subjects میں بلند مراتب اور درجہ کمال تک پہنچنے میں حائل تمام رکاوٹوں اور موانع کو عبور کر سکے۔ اس سلسلہ میں اسے چاہیے کہ وہ اپنی ذہنی، جسمانی اور فکری طاقت اور اپنے اختیار کردہ Subjects میں اعلیٰ تعلیم اور اس کے لئے درکار وقت کو مدنظر رکھے اور اس کے مطابق زیادہ سے زیادہ محنت کرے۔

اسی طرح اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے Student کو چاہیے کہ اپنی ہمت و عزم کو بلند رکھے، کبھی بھی مایوسی کا شکار نہ ہو، تعلیمی میدان میں پیش آنے والی مشکلات کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے اور نہ ہی اپنے لئے تعلیم کی کوئی حد قرار دے یعنی کسی معمولی ڈگری پر اکتفا نہ کرے بلکہ مسلسل تعلیمی میدان میں آگے بڑھتا رہے اور اپنے منتخب کردہ Subjects میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجات حاصل کرے اور تعلیمی سفر کو جاری رکھتے ہوئے بلند مراتب حاصل کرے۔

کیا علم دنیا سے افضل نہیں ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ علم دنیا کی ہر چیز سے اشرف و افضل ہے تو پھر Student کیونکر معمولی تعلیم، چھوٹی موٹی ڈگری اور سادہ مضامین پر اکتفا کرتا ہے جبکہ دنیا اور اس میں موجود چیزوں کے حصول میں لگا ہوا کوئی بھی شخص چاہے وہ تاجر ہو، صنعت کار ہو یا اس کا تعلق دنیا کے کسی اور شعبے سے ہو وہ کبھی بھی دنیا و مافیھا کی معمولی مقدار پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کمانے اور حاصل کرنے کے لئے جدوجہد میں لگا رہتا ہے حالانکہ انبیاء علیہم السلام، آئمہ علیہم السلام اور فلاسفہ کی نگاہ میں دنیا انتہائی حقیر اور معمولی چیز ہے۔

اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ تجربات اور مشاہدات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو Student کسی معمولی علمی مرتبہ یا کسی خاص ڈگری کو فقط اپنا ہدف قرار دیتا ہے اور اس کے حصول کی کوشش پر ہی راضی رہتا ہے وہ اکثر طور پر اس علمی مرتبہ سے کم کو ہی حاصل کر پاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ لہذا اس بنا پر ضروری ہے کہ Student اپنا ہدف انتہائی بلند بلکہ اپنے Subjects میں سب سے بلند قرار دے اور اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے محنت اور لگن کے ساتھ کوشش کرتا رہے اور ہر ممکن طریقہ سے بلند علمی مراتب کو حاصل کرے۔

اس سلسلہ میں جو چیز زیادہ فائدہ مند ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے Class fellows، اپنے تعلیمی ادارے میں پڑھنے والے باقی اسٹوڈنٹس بلکہ پورے ملک اور دنیا میں موجود اسٹوڈنٹس سے برتری حاصل کرنے کو اپنا نصب العین اور Target قرار دے، علمی مقابلوں میں حصہ لے ان میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کی مکمل کوشش کرے، اپنے Class fellows کے درمیان موجود مقابلے میں اپنی برتری ثابت کرے اور امتحانات میں گزشتہ ریکارڈز کو توڑنے اور سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے سخت محنت کرے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ تمام Professors اور قابل Teachers کے بچے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے بچوں کو گھر ہی میں خود تعلیم دے سکتے ہیں لیکن وہ انھیں تعلیمی اداروں میں بھیج کر ان میں مقابلے کا رجحان پیدا کرتے ہیں اور یہ چیز کسی بھی اسٹوڈنٹ کے لئے تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بہت مفید ہے۔

علم دو طرح کے ہیں

اسٹوڈنٹ کے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ علم کی دو اقسام ہیں:

(۱) علمِ دین (واجب علوم)

(۲) علمِ بدن (مباح علوم)

جیسا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"العلم علمان علم الادیان و علم الابدان"۔ (۱)

یعنی علم کی دو قسمیں ہیں علم الادیان اور علم ابدان۔

(۱) علم دین:

پہلی قسم علم دین ہے کہ جس کا تعلق روح سے ہے اور اس کی بھی دو قسمیں یا دو مراحل ہیں:

پہلا مرحلہ:

علم دین کے پہلے مرحلہ میں وہ علم شامل ہے کہ جس کا جاننا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے اس مرحلہ میں ہر مسلمان کیلئے اتنی مقدار میں دینی معلومات کا جاننا ضروری ہے کہ جس کے ذریعے وہ یہ جان سکے کہ شریعت اس سے کن عقائد اور اصول دین پر ایمان رکھنے کا مطالبہ کرتی ہے اور کن امور کا

۱۔ بحار الانوار جلد 1، ص 220

بجالانا اس کے لئے واجب ہے اور کن امور کا بجالانا حرام ہے پس روزمرہ زندگی میں انسان کا واسطہ جن امور سے پڑتا ہے ان امور کے بارے میں شرعی احکام کا جاننا اس کے لئے واجب ہے مثلاً اگر کوئی تاجر ہے تو اس کے لئے تجارت کے احکام کا جاننا واجب ہے اور کوئی ڈاکٹر ہے تو میڈیکل میں پیش آنے والے مسائل اور امور کے بارے میں شرعی نقطہ نظر کا جاننا اس کے لئے ضروری ہے یا پھر انسان پر نماز واجب ہے ہر روز نماز پڑھتا ہے لہذا نماز کے احکام کا جاننا اس پر واجب ہے۔

دوسرا مرحلہ:

یہ مرحلہ علم دین میں Specialization کا ہے کہ جس میں انسان علم دین میں آگے بڑھتا ہے اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرتا ہے اور مختلف جوانب سے علم دین اور اس کے بنیادی امور کو سمجھتا اور پڑھتا ہے اس قسم کی تعلیم دنیا میں پھیلے ہوئے دینی مدارس اور حوزاتِ علمیہ سے ہی ممکن ہے اور ان حوزات میں نجف اشرف کا حوزہ علمیہ دنیا کے تمام حوزات کا مرکز اور اساسی بنیاد ہے۔پس جو بھی علم دین میں Specialist بنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اطراف عالم میں پھیلے ہوئے حوزاتِ علمیہ میں داخلہ لے جو کہ اپنے بچوں کے لئے بازو پھیلائے ہوئے اپنے سینہ سے لگانے اور آنے والی نسلوں کی تعلیم وتربیت اور خدمت کیلئے مکمل تیار ہیں اور ان حوزات میں موجود مراجع عظام، مجتہدین، علماء اور حوزات کے مسؤل داخلہ لینے والے بچوں کو وعظ ونصیحت، ان کی سرپرستی اور روحانی تربیت کا انتظام کرتے ہیں۔پس میرے بچو اور جوانو! ان حوزات میں آکر دین اور اس کے پیروکاروں کی خدمت سر انجام دو۔

(۲) علمِ بدن:

یہ وہ مباح علم ہیں کہ جن کا تعلق صلاحِ بدن سے ہے اور ان علوم کو حدیث میں "علم الابدان" سے تعبیر کیا گیا ہے گزشتہ زمانے میں علم کی اس قسم سے تعلق رکھنے والے علوم کی تعداد اور ان میں موجود

قواعد وضوابط اور تفصیل بہت کم تھی اور کوئی بھی ذہین فطین اسٹوڈنٹ ان تمام علوم پر عبور حاصل کر سکتا تھا لیکن اس موجودہ دور میں ان علوم کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے اور ان کے بارے میں موجود تفصیلات میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے۔ وہ علم کہ جو پہلے زمانے میں فقط ایک علم شمار ہوتا تھا آج وہ متعدد علوم میں تقسیم ہو چکا ہے آپ Medical کی ہی مثال لیجئے کہ اس میں اتنی ترقی ہوئی ہے اور اس کی تفصیلات میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے اس میں الگ الگ بہت سے شعبے اور Department بنانے اور Medical کے اسٹوڈنٹس کیلئے Specialization کے دروازے کھولنے پڑے ہیں تا کہ Students اپنے اپنے شعبے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔ Medical کی طرح تمام علوم میں بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبے میں Specialization کو متعارف کروایا گیا ہے اور انسان ان تمام علوم اور ان میں موجود تمام شعبوں کا محتاج ہے اور ان علوم کو حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب کفائی ہے یعنی ویسے تو ان علوم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے لیکن اگر مسلمانوں کی اتنی تعداد ان علوم کو حاصل کر لیتی ہے کہ جو مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے تو باقی دوسرے مسلمانوں سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔ لہذا دنیا اور جدید علوم کے جس شعبے میں بھی مسلمانوں کی اتنی تعداد نہیں ہے کہ جو ان کی ضروریات کو پورا کر سکے ان شعبوں کے متعلق تعلیم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور اس میں سستی کرنا جائز نہیں۔

میرے عزیز بیٹو! اور میری بیٹیو! علوم کی دوسری قسم (علم ابدان) کا حاصل کرنا انسانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے اور تمام اسلامی ممالک ابھی تک ان علوم کے محتاج ہیں خاص طور پر عراق کہ جس میں ابھی تک مغربی ممالک کے مقابلے میں Medical اپنے ابتدائی مراحل میں ہے اور اسی طرح Science اور Technology کے تمام شعبوں میں مغربی ممالک کے مقابلے میں عراق اور دوسرے مسلمان ممالک بہت پیچھے ہیں پس ہم ابھی تک ترقی کے راستے کی ابتداء میں کھڑے ہیں اور

اپنی تمام ضروریاتِ زندگی اور باقی شعبوں میں مغرب و شرق کے دوسرے ممالک کے محتاج ہیں۔ بے شمار ایسی دلیلیں اور شواہد آپ کے سامنے موجود ہیں کہ جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے لئے Science and Technology کے تمام شعبوں کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا اور ہر شعبے میں خود کفیل ہونا واجب ہے اور اس سے روگردانی کرنا حرام ہے کیونکہ مسلم ممالک میں بے شمار ایسے شعبے موجود ہیں کہ جن سے تعلق رکھنے والے افراد یا تو سرے سے موجود ہی نہیں ہیں یا پھر اگر موجود ہیں بھی تو ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ناکافی ہیں۔

علم اور روح کی پاکیزگی

بدن کی صلاح کے لئے وضع کردہ تمام جدید علوم اس وقت تک فائدہ مند ثابت نہیں ہوتے جب تک ان کے ساتھ روحانی اور ذاتی پاکیزگی نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر علم، تعلیم اور تعلّم کو روحانی پاکیزگی، اسلامی تہذیب، صلاحِ نفس، حفاظتِ نفس اور روح کو صحیح انسانی سانچے میں ڈھالنے کے ساتھ مربوط قرار دیا ہے اور اس بات کی طرف گزشتہ انبیاء % نے بھی ہمیں متوجہ کیا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی دعا مذکور ہے کہ جس میں وہ فرماتے ہیں:

" ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم"۔ (۱)

یعنی: میرے پالنے والے ان کے درمیان ایک رسول کو مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے بیشک تو صاحبِ عزت اور صاحبِ حکمت ہے۔

رسول اعظم ﷺ کے اوصاف کو قرآن مجید اس طرح بیان کرتا ہے:

۱۔ سورۃ البقرۃ آیت 129

" هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین "۔ (۱)

یعنی: اس خدا نے مکہ والوں میں ایک رسول مبعوث فرمایا کہ جوانہیں میں سے تھا تا کہ وہ ان کے سامنے آیات کی تلاوت کرے اورانہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اوران کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اگر چہ وہ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔

ارشادِ ربانی ہے:

" کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمة و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون"۔ (۲)

یعنی: اسی طرح ہم نے تمہارے درمیان تم میں سے ہی رسول بھیجا کہ جو تمہارے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے تمہیں پاک وپاکیزہ بناتا ہے اورتمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ امورتعلیم دیتا ہے کہ جنہیں تم نہیں جانتے۔

اسی طرح ایک اورمقام پہ خداتعالیٰ فرماتا ہے:

" لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلو علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین"۔ (۳)

یعنی: بیشک اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان کے سامنے اس (اللہ) کی آیات کی تلاوت کرتا ہے انھیں پاک وپاکیزہ بناتا ہے اور انھیں کتاب اورحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ یہ لوگ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔

۱۔سورۃ الجمعۃ آیت 2 ۲۔سورۃ البقرۃ آیت 151

۳۔سورۃ آل عمران آیت 164

میرے بچو! آپ نے قرآنی آیات میں ملاحظہ کیا کہ تعلیم اور نفس و روح کی پاکیزگی کے درمیان موجود ربط اور تعلق پر اسلام کتنا زور دیتا ہے اسی طرح تجربات، اور ہمارے وجدانی اور روزمرہ زندگی کے مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص بھی روح اور نفس کی پاکیزگی کے بغیر تعلیم حاصل کرتا ہے وہ اپنی تعلیم اور علم کو فقط دو مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے:

اول: وہ تعلیم کو فقط اپنی ذات کیلئے مادی، جسدی اور عاطفی حوالے سے استعمال کرتا ہے اور شہرت، ناموری اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنے علم و تعلیم کو بروئے کار لاتا ہے۔

دوم: وہ اپنی تعلیم سے بنی نوع انسان کو اذیت اور تکلیف پہنچاتا ہے جیسا کہ ایٹم بم بنانے والے نے اپنی تعلیم کو فقط شہرت کیلئے انسانی تباہی کا ذریعہ بنایا۔

ترقی

انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ عراقی جوان جو اپنی ذہنی اور طبیعی طاقت کے اعتبار سے معروف ہیں اور ان کے پاس ہر طرح کے وسائل بھی ہیں تیل، زراعت کے قابل زمین، سمندری ذخائر، معدنیات، دریاؤں میں بہتا ہوا کثیر پانی، زمین میں موجود پانی کے بے شمار ذخیرے کہ جس کی مقدار فقط خدا کو معلوم ہے اور اس سے بھی بڑھ کر عراق کا بحری، بری اور ہوائی راستوں سے دنیا کے لئے مفتوح ہونا ہے لیکن ان تمام وسائل کے باوجود انسان کی ضرورت کی کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کے حصول کے لئے عراق، مغرب یا مشرق کا محتاج نہ ہو۔ پس ایسی صورت حال پر رونے والوں کو رونا اور آہ وفغاں کرنے والوں کو آہ وفغاں کرنا چاہیے۔ معلوم نہیں میرے عزیز بیٹوں اور بیٹیوں میں سے کب ایسے اسٹوڈنٹس سامنے آئیں گے کہ جو عراق کو اس ذلت سے نجات دلوائیں گے اور مغرب ومشرق کی غلامی سے آزاد کروائیں گے۔ نہیں معلوم کہ وہ دن کب آئے گا کہ جب مغرب ومشرق عراق اور عراقی عوام کا محتاج ہوگا۔ میرے بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ممالک میں سے عراق ایسا ملک ہے کہ جس کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ جو پوری دنیا میں سے کسی ملک کے پاس نہیں ہیں لیکن اسکے باوجود بھی ہم دیکھتے ہیں عراق اور عراقی عوام دوسرے ملکوں کے سامنے بھیک مانگنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔

میرے جوان بچو! ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ مغرب اور

مسلمانوں میں سے وہ لوگ کہ جو مغرب کے دستر خوان کی بچی کچی ہڈیوں سے پروان چڑھے ہیں اس کوشش میں ہیں کہ ہر ممکن طریقہ سے اسٹوڈنٹس لڑکوں اور لڑکیوں کو علمی ترقی سے روکا جائے اور انھیں ایسے امور میں مشغول کر دیا جائے کہ جو انھیں اعلیٰ تعلیم کے حصول سے روک دیں مثلاً وہ اسٹوڈنٹ کو ظاہری زرق برق، ٹیپ ٹاپ اور کپڑوں وغیرہ میں مغرب کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ سیرت وکردار میں بھی مغرب کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید کرتے ہیں کفر اور کافر ممالک کی گود میں پلنے والے یہ لوگ ہر شیطانی اور خبیث طریقے سے اسٹوڈنٹس کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ فقط کپڑوں، غیر اسلامی طور طریقوں، اخلاقی فساد، شریعت واسلام کے قوانین کی مخالفت اور اپنی عزت و ناموس میں غیرت وحمیت کے خاتمے وغیرہ میں مغرب کی پیروی سے ہی جوانوں کی علمی ترقی ممکن ہے وہ چاہتے ہیں کہ باپ اور بھائی مغربی کافروں کی طرح ہو جائیں اور اپنی بیٹی اور بہن سے اخلاقی خرابیوں اور فساد سے لطف اندوز ہوں۔

مخلوط نظام تعلیم

میرے سٹوڈنٹس بیٹو اور بیٹیو! یاد رکھیں خواتین اور مردوں کا اختلاط اور Mixing ایک بہت خطرناک فتنہ اور بہت بڑی مصیبت اور مشکل ہے اور یہ مصیبت اور فتنہ فقط طلاب اور طالبات تک محدود نہیں بلکہ پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آچکا ہے اور ایک بہت بڑی مصیبت کی شکل اختیار کر چکا ہے کہ جس میں خشک وتر سب ہی جل رہے ہیں لیکن کالجوں، یونیورسٹیوں اور سکولوں میں یہ فتنہ انتہائی خطرناک اور بہت ہی برے اثرات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کے اختلاط اور Mixing سے مراد فقط یہ نہیں کہ لڑکا اور لڑکی دونوں ساتھ ساتھ یا جڑ کر بیٹھے ہیں بلکہ Mixing سے میری مراد لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان ملاقاتوں، ایک دوسرے سے میل جول، پارٹیوں اور راتوں میں اکٹھا جاگنے کی آزادی ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ دونوں صنفوں میں فطرت کی طرف سے موجود خواہشات اور نفسانی آرزوئیں کبھی کبھی عقل، تعلیمی شوق، دینی مراتب میں ترقی کی کوشش، اخلاق، اور عفت و پاکیزگی پر مشتمل روایتی رسم و رواج پر غالب آجاتی ہیں پس اس طرح سے لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی خطرے اور حرام کے ارتکاب کا شکار ہو جاتے ہیں اور شاذ و نادر ہی کوئی لڑکا اور لڑکی شرعی طور پر نکاح کر کے اس حرام سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں لیکن یہ بات واضح ہے کہ بہت سے حرام فعلوں کے ارتکاب کے بعد دونوں نکاح کرنے پر رضامند ہوتے ہیں اور اگر نکاح بھی کر لیا جائے تو اس سے فقط اسٹوڈنٹ حرام

سے محفوظ ہو جائے گا لیکن یہ شادی اور نکاح اسٹوڈنٹ کے عزم اور ارادہ کو تباہ کردے گا اور وہ فقط اپنی نفسانی خواہشات کا ہی سامنا کرتا رہے گا اور دنیا کی سب سے افضل چیز یعنی علم کے اوپر اپنی خواہشات کو ترجیح دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اسٹوڈنٹ کو کسی اعلیٰ تعلیمی مرتبے تک پہنچنے سے پہلے شادی کرنے سے منع کرتے ہیں۔ شہید ثانی ؒ اپنی کتاب "منیۃ المرید" میں کہتے ہیں ''جب تک اسٹوڈنٹ کسی اعلیٰ اور آخری علمی مرتبہ تک نہ پہنچ اسے شادی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ شادی ہماری تعلیم میں رکاوٹ بننے والا سب سے بڑا مانع اور تعلیمی وقت کو برباد کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے بلکہ شادی ہی تعلیم کے لئے ہر طرح کی رکاوٹ ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ''شادی تعلیم کے لئے قاتل ہے'' اور یہ بات وجدانی اور واضح ہے اور کسی قسم کے شاہد یا مثال کی محتاج نہیں ہے۔ اگرچہ شادی کی وجہ سے اسٹوڈنٹ فکری اور اخلاقی فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے لیکن تعلیمی میدان میں بہت پیچھے رہ جاتا ہے عربی زبان میں ایک محاورہ ہے کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ "جب پیاز چھیلنے سے آنکھوں میں پانی آجائے تو اس وقت کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی"۔

نکاح اور شادی کی ترغیب کے بارے میں موجود روایات سے اسٹوڈنٹ کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ روایات ایسی صورت حال کے بارے میں ہیں کہ جب شادی کسی ایسی ذمہ داری کی ادائیگی میں حائل نہ ہو کہ جو شادی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور تعلیم کے حصول سے بڑھ کر نہ تو کوئی افضل ذمہ داری ہے اور نہ کوئی فرض۔ اور خاص طور پر اس زمانے میں تعلیم اور اعلیٰ تعلیمی مراتب کا حصول ہر اسٹوڈنٹ پر یا تو واجب عینی ہے یا پھر واجب کفائی ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمان ممالک میں موجود پڑھے لکھے مسلمان افراد اپنی تمام ضروریات پوری کرنے کے لئے ناکافی ہیں لہذا تعلیم حاصل کرنا ہر ایک پر واجب ہے اور اعلیٰ تعلیمی مراتب تک پہنچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے اور اسٹوڈنٹ کے لئے تعلیمی میدان میں سستی اور کاہلی کرنا حرام ہے۔

لڑکے،لڑکیوں کا ایک دوسرے کو دیکھنا اور مکس ماحول کہ جس کے بعد خواہشات پر کنٹرول مشکل ہوجاتا ہے قطعی طور پر عذر نہیں بن سکتا بلکہ یہ سب شیطانی چالیں اور وسواس ہیں Co-education میں بھی عاقل اسٹوڈنٹ اپنے لئے ایک خاص راستہ کو اختیار کرسکتا ہے ارشادِ قدرت ہے:

" قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ، ان اللہ خبیر بما یصنعون ۔ وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ، ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن"۔ (۱)

یعنی: مؤمنین سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی ان کے لئے سب سے زیادہ پاکیزگی ہے بیشک اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے واقف ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔اور مومنات سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہو۔اور اپنے دوپٹہ سے اپنے گریبان کو ڈھانپ کر رکھیں۔

Students کے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ قیامت کے دن اس سلسلہ میں اس سے کسی قسم کا بھی عذر یا بہانہ قبول نہیں کیا جائے گا مثلاً اس کا یہ کہنا کہ میرے پاس کوئی چارہ کار نہیں تھا،یا یہ سب میرے ارادہ کے بغیر ہوا یا میں کسی طرح اپنی نفسانی خواہشات کو نہیں روک سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ یہ سب بہانے قیامت کے دن خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔نہ جانے کتنے زیادہ پاک دامن جوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں کہ جو فسق و فجور،اخلاقی بے راہ روی اور لادینی سے لبریز علاقوں میں رہتے ہیں پس یہ پاک دامن لڑکے اور لڑکیاں قیامت کے دن ان لوگوں پر حجت ہوں گے کہ جو صراطِ مستقیم

۱۔سورۃ النور آیت 30،31

سے پھسل کر شیطانی راہ پہ چلنے لگے۔

اگر نعوذ باللہ کسی اسٹوڈنٹ کا کوئی دین نہیں ہے کہ جو اسے شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی اور حرام کاموں سے روکے تو کم از کم اس میں تعلیم کے حصول کی لالچ اور خواہش تو ہونی چاہیے اعلی علمی مراتب تک پہنچنے کا عزم تو اس کے اندر موجود ہونا چاہیے پس جب کسی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا شوق، عزم اور مضبوط ارادہ ہو تو یہ عزم اور ارادہ اسے اخلاقی فساد اور بے راہ روی کے گڑھے میں پھسلنے سے محفوظ رکھتا ہے اور وہ آزاد رہتا ہے اپنی خواہشات کا غلام نہیں بنتا۔ حضرت علی ؑ فرماتے ہیں:

"لا تکن عبدا غیرک و قد جعلک اللہ حرا"۔

یعنی: تم کسی کے غلام نہ بنو یقیناً خدا نے تم کو آزاد قرار دیا ہے۔

اسٹوڈنٹ کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد اور کوشش میں کسی قسم کی بھی سستی اور کاہلی نہ کرے باقاعدگی سے اپنی کلاس اور پیریڈز (Periods) میں حاضر ہو، اپنے Subject سے متعلقہ کتابوں کا مطالعہ کرے اور ٹیچر کے لیکچر اور اس کی گفتگو کو غور سے سنے اور اپنے کسی ایسے Class fellow کے ساتھ اسکا مباحثہ و مذاکرہ کرے کہ جو اس کی طرح بلند مقاصد اور اعلیٰ علمی مراتب کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اسی طرح میری طالبات بیٹیوں کو بھی چاہیے کہ اپنے ساتھ پڑھنے والی کسی شریف اور لائق لڑکی کے ساتھ مل کر پڑھے گئے ابواب اور مضامین کو دہرائیں اور اس کے بارے میں آپس میں مباحثہ کریں۔

اسٹوڈنٹ کو تعلیم اور پڑھائی کی خاطر اپنے آرام اور کھیل کے وقت میں خلل کی پروا نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت پڑھائی کے لئے صرف کرنا چاہیے اور ہمیں دیکھنا چاہیے کہ سب سے افضل اور اشرف مقصد کیا ہوسکتا ہے؟ تو ہم کہہ چکے ہیں سب سے افضل و اشرف چیز علم ہے اور اس کے حصول کا مقصد بھی سب سے اشرف ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص بھی کسی بڑی چیز کی

تمنا کرتا ہے اسے راتوں کو جاگنا ہی پڑتا ہے ایک شاعر کہتا ہے:

من رام وصل الشمس حاک خیوطها

سببا الی آمله و تعلقا

یعنی: جس کا ارادہ سورج تک پہنچنے کا ہو وہ سورج کے دھاگوں (کرنوں) کی رسی بن کر اوپر چڑھتا ہے اور یہ اس کی نیت اور اس کے ساتھ تعلق کا نتیجہ ہے۔

ارشادِ قدرت ہے:

"لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شیء فان اللہ به علیم"۔

(۱)

یعنی: تم نیکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے راہ خدا میں خرچ نہ کرو اور جو بھی تم خرچ کرو گے خدا اس سے باخبر ہے۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ انسان کے نزدیک سے محبوب ترین چیز اس کی زندگی اور صحت ہوتی ہے اور علم و تعلیم سے زیادہ کوئی چیز پاکیزہ اور مقدس نہیں ہو سکتی کیونکہ علم و تعلیم سے ہی قومیں زندہ ہوتی ہیں، علم سے ہی دوسری قوموں سے برتری سربلندی اور کامیابی حاصل ہوتی ہیں، تعلیم اور علم سے ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے اور دین پہچانا جاتا ہے۔ پس اسٹوڈنٹ کو چاہیے کہ سب سے بڑی نیکی کے حصول یعنی علم کے حصول کے لئے زندگی اور آرام سے بھی بڑھ کر جو چیز ہو اسے بھی قربان کردے۔

ا۔ سورۃ آل عمران آیت 92

جوان لڑکوں کے نام

میرے جوان بیٹو! تمام حالات خصوصاً جوانی کے عالم میں شرعی احکام کی پابندی واجب ہے اور شریعت کی خلاف ورزی کر کے اس کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔اس وقت نوجوان اسٹوڈنٹس سب سے زیادہ جس گناہ اور مصیبت کا شکار ہورہے ہیں وہ نامحرم عورت کی طرف نگاہ کرنا ہے، رسول خدا ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے پس جو عورت بھی اسلام میں داخل ہوتی حضور ﷺ اس سے وعدہ لیتے کہ وہ نامحرم مردوں کے ساتھ تنہائی میں نہیں جائے گی اگر چہ اس کی نیت صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

" من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یبیت فی موضع یسمع نفس امرأة لیست لہ بمحرم " (۱)

یعنی: جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے ایسی جگہ رات نہیں گزارنی چاہیے کہ جہاں نامحرم عورت کے سانس لینے کی آواز سنائی دیتی ہو۔

امام باقر - اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

" ما من احد الا و ھو یصیب حظا من الزنا فزنا العینین النظر، وزنا الفم القبلة، و زنا الیلین اللمس، صدق الفرج ذلک او کذب"۔ (۲)

۱۔ وسائل الشیعہ جلد 20 ص 185 ۲۔ وسائل الشیعہ جلد 20 ص 191

کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو زنا کا شکار نہ ہو، پس آنکھوں کا زنا (حرام) نظر ہے، منہ کا زنا (حرام) بوسہ ہے، ہاتھوں کا زنا (حرام) لمس ہے چاہے شرمگاہ اس کی تصدیق کرے یا تکذیب۔

امام جعفر صادق -فرماتے ہیں:

" النظرة سهم من سهام ابليس مسموم وكم من نظرة اورثت حسرة طويلة ".(۱)

یعنی: نظر، ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، نہ جانے کتنی ہی نظریں طویل حسرتوں و پشیمانیوں کو جنم دیتی ہیں۔

اسی طرح ایک مقام پر امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں:

"النظرة سهم من سهام ابليس مسموم، من تركها لله لا لغيره اعقبه الله امنا وايمانا يجد طعمه". (۲)

یعنی: نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور جس نے بھی کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ فقط خدا کی رضا کی خاطر اس کو ترک کیا خدا اس کو امان اور ایمان عطا کرتا ہے کہ جس کے ذائقہ کو وہ محسوس کرتا ہے۔

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

" من اطلع في بيت جاره فنظر الى عورة رجل او شعر امرأة او شيء من جسدها كان حقا على الله ان يدخله النار مع المنافقين الذين كانوا يتبعون عورات النساء في الدنيا، ولا يخرج من الدنيا حتي يفضحه الله و يبدى للناس عورته في الآخرة،

۱۔وسائل الشیعہ جلد 20 ص 190، الکافی جلد 5 ص 559

۲۔وسائل الشیعہ جلد 20 ص 192

ومن ملأ عينيه من امرأة حراما حشاهما الله يوم القيامة بمسامير من نارو حشاهمانارا حتی يقضي بين الناس ثم يؤمر به الی النار "۔ (۱)

یعنی: جو شخص اپنے پڑوسی کے گھر میں جھانکے اور مرد کی شرمگاہ یا عورت کے بال یا اس کے جسم کے کسی حصے کو دیکھے تو خدا کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے منافقین کے ساتھ جہنم میں ڈال دے کہ جو (منافقین) دنیا میں عورتوں کی شرمگاہوں کے پیچھے پڑے رہتے تھے اور یہ شخص دنیا سے اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک خدا اسے (دنیا میں) ذلیل و رسوا نہ کرے اور آخرت میں اس کی شرمگاہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا، اور جو شخص کسی نامحرم عورت کو نظر بھر کر دیکھے خدا قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کو آگ کے کیلوں اور آگ سے بھر دے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے اور پھر اس کو جہنم میں پھینکنے کا حکم دے دیا جائے گا۔

حضرت امام باقر - فرماتے ہیں:

" من ملأ عينيه من حرام ملأ الله عينيه يوم القيامة من نار الا ان يتوب و يرجع" (۲)

یعنی: جو شخص کسی ایسی چیز کو نظر بھر کر دیکھے کہ جسکا دیکھنا حرام ہے تو خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا سوائے اسکے کہ وہ توبہ کر لے اور اس عمل کو ترک کر دے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر امام باقرؑ فرماتے ہیں:

"من صافح امرأة تحرم عليه فقد باء بسخط من الله و من التزم امرأة حراما قرن في سلسلة من نار مع شيطان فيقذفان في النار" (۳)

۱۔ وسائل الشیعہ جلد 20 ص 194، 195 ۲۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 195، 196۔ من لا یحضرہ الفقیہ 13/4

۳۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 195، 196۔ من لا یحضرہ الفقیہ 13/4

کہ جس شخص نے کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کیا بیشک وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور جس شخص نے کسی نامحرم عورت کے ساتھ معاشرت اختیار کی وہ شیطان کے ساتھ آگ کی زنجیر میں جکڑا جائے گا اور پھر دونوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"من صافح امرأة حراما جاء يوم القيامة مغلولا ثم يؤمر به الى النار، ومن فاكه امرأة لا يملكها [حبسه الله] بكل كلمة كلمها فى الدنيا الف عام" (۱)

یعنی: جو شخص کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کرتا ہے وہ قیامت کے دن جکڑا ہوا آئے گا اور پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا جائے گا، اور جو شخص کسی ایسی عورت سے ہنسی مذاق کرے جو اس کی ملکیت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر لفظ کے بدلے میں کہ جو اس نے دنیا میں کہے ہیں ہزار سال قید میں رکھے گا۔

ابی بصیر رضوان اللہ علیہ کہ جو آئمہ علیہم السلام کے مخلص صحابہ میں سے تھے کہتے ہیں:

كنت اقرىء امرأة كنت اعلمها القرآن فمازحتها بشيء، فقلمت على أبي جعفر فقال لي أيّ شيء قلت للمرأة؟ فغطيت وجهي، فقال لا تعودن اليها" (۲)

یعنی: کہ میں ایک عورت کو پڑھاتا اور اسے قرآن کی تعلیم دیتا تھا پس ایک دن میں نے اس سے کسی چیز کے بارے میں مذاق کیا اور پھر اس کے بعد جب میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: تم نے اس عورت سے کیا بات کہی تھی؟ تو میں نے شرمندگی کی وجہ سے منہ کو ڈھانپ لیا پس امام علیہ السلام نے فرمایا: آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

۱۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 198
۲۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 198

امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

" کان رسول اللہ لا یصافح النساء، فکان اذا اراد ان یبایع النساء اتی باناء فیہ ماء فیغمس یدہ ثم یخرجھا ثم یقول اغمسن ایدیکن فیہ فقد بایعتکن" (۱)

یعنی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے پس جب کبھی خواتین سے بیعت لینا ہوتی تو ایک برتن منگواتے کہ جس میں پانی ہوتا پس حضور ﷺ اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے اور پھر باہر نکال لیتے، پھر خواتین سے کہتے کہ تم اپنے ہاتھ اس میں ڈبو دو بیشک میں نے تمہاری بیعت لے لی ہے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

" العیون مصائد الشیطان" (۲)

آنکھیں شیطان کا جال ہیں۔

" اللحظ رائد الفتن" (۳)

التفات فتنوں کا سردار ہے۔

" ذھاب النظر خیر من النظر الی ما یوجب الفتنة" (۳)

یعنی: نظر کا ختم ہو جانا ایسی چیز کی طرف دیکھنے سے بہتر ہے جو فتنہ کا موجب ہو۔

"من غض طرفہ اراح قلبہ" (۳)

یعنی: جس نے آنکھیں جھکا لیں اس نے دل کو سکون بخشا۔

۱۔ مستدرک الوسائل ج 11 ص 126، ج 14 ص 277

۲۔ مستدرک الوسائل ج 14 ص 271، غرر الحکم ص 260

۳۔ مستدرک الوسائل ج 14 ص 271

"من اطلق طرفه جلب حتفه"(۱)

یعنی: جس نے جھانکا وہ اپنی موت کو لے آیا۔

"من غض طرفه قل اسفه و امن تلفه" (۲)

یعنی: جس نے اپنی آنکھوں کو جھکالیا اس نے اپنے حسرت وافسوس میں کمی کرلی اور اپنے آپ کوموت سے بچالیا۔

میرے بیٹے! تمہیں اسلام اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ آنکھیں بند کرکے سڑک پہ نکلو لیکن تمہارے لئے واجب ہے کہ تم کوشش کروکہ تمہاری نظر ایسی چیز پر نہ پڑے کہ جس کا دیکھنا حرام ہے اور اگر تمہاری نظر بغیر کسی ارادہ کے پڑبھی جائے تو تمہارے لئے فوراً وہاں سے نظر کا پھیرنا واجب ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ دوبارہ اس کی طرف دیکھو اور اگر ایسا کیا تو حرام کے مرتکب ہوجاؤ گے۔

اسی طرح اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ بعض اوقات آپ بعض مجتہدین کا یہ فتویٰ سنتے ہیں کہ عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا جائز ہے تو یادرکھیں جو مجتہد بھی چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دیتا ہے وہ اس بات کی شرط بھی عائد کرتا ہے کہ عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا لذت یا شہوت کا باعث نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی طرف دیکھنا جائز ہے۔لیکن یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ایک عام لڑکا اپنی عین جوانی اور شباب کے عالم میں ہو اور اسے خواتین کی طرف دیکھنے میں لذت کا احساس نہ ہو۔ہاں البتہ کبھی کبھی انسان مسلسل دیکھنے کا عادی ہوجاتا ہے اور اسے یہ لذت محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نظر میں لذت نہیں ہوتی بس یہ شخص مسلسل نظر کی وجہ سے اس کا عادی ہوگیا ہے جس طرح کہ جو شخص سگریٹ (Cigarette) پینے کا عادی ہوجاتا ہے اسے

۱۔مستدرک الوسائل ج 14 ص 271

۲۔مستدرک الوسائل ج 14 ص 271

سگریٹ کی کڑواہٹ محسوس نہیں ہوتی، جو شخص مرچیں اور مسالے کھانے کا عادی ہوتا ہے وہ ان کے کھانے میں لذت محسوس کرتا ہے اور اسے مرچوں کی اذیت، کڑواہٹ، حرارت اور تیزی محسوس نہیں ہوتی۔

بعض مجتہدین عورت کے باقی جسم کی طرح چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کو بھی حرام قرار دیتے ہیں اور بعض مجتہدین کا فتویٰ یہ ہے کہ احتیاط واجب کی بنا پر عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

میرے جوان بچو! اگر جنت کا راستہ پھولوں اور کلیوں سے مفروش ہوتا تو ہر کوئی اس کو طے کر کے جنت میں پہنچ جاتا بیشک اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو امتحان اور آزمائشوں کا ٹھکانہ قرار دیا ہے تا کہ خبیث اور پاکیزہ میں پہچان اور تمیز ہو سکے:

"لیهلک من هلک عن بینة و یحیی من حی عن بینة". (۱)

یعنی: تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ۔

یاد رکھیں جنت فقط تکلیف و مشقت میں اور جہنم فقط شہوت میں ہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"حفت الجنة بالمکاره و حفت النار بالشهوات" (۲)

یعنی: جنت مشکلات میں لپٹی ہوئی ہے جبکہ جہنم خواہشات میں۔

اسی طرح ہمارے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ صحیح عقیدہ رکھنے والے تمام مومنین کے اعمال تقویٰ اور گناہوں سے اجتناب کے ذریعے ہی قبول ہوں گے۔ پس ارشادِ قدرت ہے:

۱۔ سورۃ الانفعال آیت 42 ۲۔ بحار الانوار ج 67 ص 78

"انما یتقبل اللہ من المتقین"۔ (۱)

یعنی: خدا فقط متقین سے ہی (ان کے اعمال) قبول کرتا ہے۔

جو شخص بھی تقویٰ اور پرہیزگاری میں آگے بڑھتا چلا جائے گا وہ اس کی لذت و شیرینی کو بھی زیادہ سے زیادہ محسوس کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کی حفاظت اور اسی حالت میں باقی رہنے کے لئے مشکلات بھی بڑھتی جائیں گی۔

۱۔ سورۃ المائدہ آیت 72

جوان بچیوں کے نام

مشرق ومغرب میں موجود یہ خبیث طینت لوگ نہ جانے کتنی کوششیں کر رہے ہیں کہ میری مومنہ بچیوں سے دین، عفت، پاکیزگی اور عزت وشرف کو چھین لیا جائے۔ پس یہ لوگ ان لڑکیوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں کہ جو دین اور عفت وشرف کے اصولوں کا لحاظ نہیں کرتیں، ان لڑکیوں کو یہ لوگ خاص امتیازات اور دوسری شریف لڑکیوں پر ترجیح دیتے ہیں تاکہ دینی اصولوں پر عمل کرنے والی لڑکیوں کو لادینی کی طرف مائل کیا جا سکے۔

میری مسلمان بیٹیو! یہ بات یاد رکھو کہ ان بھیڑیوں کے دل میں عورت کی کوئی قیمت نہیں ہے خاص طور پر مسلمان عورت تو ان کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ عورت کو اپنی خبیث خواہشات کی تسکین کا ذریعہ بنائیں۔ دین اور اس کے قوانین سے دوری کی وجہ سے ان کے اندر عورت کی عزت وعظمت کا احساس ختم ہو چکا ہے ان لوگوں کی پوری کوشش ہے کہ مسلمان عورتیں خاص طور پر عراقی خواتین مغربی عورتوں کی مانند بن جائیں کہ جن کو اشتہاروں، اعلانات اور تجارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے کہ جیسے یہ عورتیں کوئی آلہ، کھلونا یا ایسا بال (Ball) ہوں کہ جس کے ساتھ لوگ پیروں اور ہاتھوں سے کھیلتے ہیں یہ لوگ مسلمان لڑکیوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان کھلونا نما عورتوں کیلئے چھیدار، لکشمی اور خوبصورت القاب اور بھڑ کیلے الفاظ استعمال کرتے ہیں مثلاً کسی کو بلبلِ مغرب بنا دیتے ہیں اور کسی کو ملکہ حسن کا ایوارڈ دے دیتے ہیں Freedom، Improvement، Democracy

وغیرہ ایسے الفاظ ہیں کہ جن کے ذریعے لڑکے اور لڑکیوں کو پھسلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اسی طرح یہ لوگ میرے بچوں اور خاص طور پر میری مومنہ بچیوں کو اندھیروں سے بھرے گڑھے میں دھکا دینے کے لئے انہیں ظاہری زرق برق، زیب وزینت اور الٹے سیدھے فیشن (Fashion) کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور انہیں Fashionable بننے کے جنون میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

پس میرے اسٹوڈنٹ بیٹوں اور بیٹیوں پر واجب ہے کہ ان باتوں پر غور وفکر کریں ان کی طرف متوجہ رہیں کہ جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور یاد رکھیں تعلیم سخت محنت، کوشش، رت جگوں، با قاعدہ اور مسلسل پڑھائی اور ایسے بلند عزم وارادہ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے کہ جس میں معمولی سی بھی لچک نہ ہو اور اسی طرح تعلیم کے حصول اور ترقی کے لئے ضروری ہے اسٹوڈنٹس اخلاقی اور معاشرتی فساد پھیلانے والوں کی ہر چال اور ہر دھوکے سے اپنے آپ کو بچائے۔

شیطان اور آنکھیں

میری بیٹیوں! آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح مرد کا نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح سے عورت کا بھی مرد کو دیکھنا حرام ہے اور فقط مرد کی جلد اور جسم کو ہی نہیں بلکہ کپڑوں کے اندر موجود اس کے جسمانی ہیکل کو دیکھنا بھی حرام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے پورے جسم کو ڈھانپ کر رکھے اور اس طرح سے جسم کو چھپائے اور ڈھانپے کہ اس کی جسمانی ساخت اور ہیکل ظاہر نہ ہو۔ شاید ہو سکتا ہے میری بچیوں میں سے کوئی اس مندرجہ بالا بات پر بہت حیران ہوئی ہو لیکن دین سے دوری، شرعی احکام سے لاعلمی اور بری عادات کے پھیلاؤ کی وجہ سے آج گناہ لوگوں کی نظر میں گناہ نہیں رہا اور نہ ہی نیکی، نیکی رہی ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ بیوی کی بہن کے لئے واجب نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن کے شوہر سے پردہ کرے حالانکہ آئمہ ؑ اور تمام اسلامی فرقوں نے واضح طور پر اس بات کی تصریح کی ہے کہ بیوی کی بہن اور کسی بھی دوسری نامحرم عورت میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں ہی اس کے لئے نامحرم شمار ہوں گی۔ اسی طرح ہمارے معاشرے میں بیوی اپنے شوہر کے بھائی کو اپنے حقیقی بھائی کی طرح سمجھتی ہے اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتی ہے اور اس سے کسی قسم کا کوئی پردہ وغیرہ نہیں کرتی حالانکہ شریعت میں بھائی کی بیوی اس کے لئے ایک نامحرم اور اجنبی عورت کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس جانب اپنی بچیوں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے چند آیات اور روایات کو ذکر کرتا ہوں۔

ارشادقدرت ہے:

" وقل للمؤمنات يغضضن من ابصار هن و يحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن او آبائهن او آباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنى اخوانهن او بنى اخواتهن او نسائهن او ما ملكت ايمانهن او التابعين غير اولى الاربة من الرجال او الطفل الذى لم يظهروا على عورات النساء ولا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن و توبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون لعلكم تفلحون"۔ (۱)

یعنی:مومنات سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہے اور گریبان کو ڈوپٹہ سے ڈھانپ کر رکھیں اور اپنی زینت کو کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہر، باپ دادا، شوہر کے باپ دادا، اپنی اولاد اور اپنے شوہر کی اولاد، اپنے بھائی اور بھائیوں کی اولاد، اور بہنوں کی اولاد، اور اپنی عورتوں، اور اپنے غلاموں اور کنیزوں اور ایسے تابع افراد جن میں عورت کی طرف سے کوئی خواہش نہ ہو اور وہ بچے جو عورتوں کے بدنوں سے واقف ہی نہیں اور عورتیں (چلتے وقت) اپنے پاؤں اس غرض سے (زمین پر زور سے) نہ ماریں کہ جو زینت چھپائے ہوئے ہیں وہ ظاہر ہو جائے اے مومنو! تم سب کے سب خدا سے توبہ کرو شاید اس طرح سے تم فلاح پا جاؤ۔

امام جعفر صادق - فرماتے ہیں:

" النظر سهم من سهام ابليس مسموم و كم من نظرة اورثت حسرة طويلة " (۲)

ا۔ سورۃ النور آیت 31 ۲۔ الکافی ج 5 ص 559، وسائل الشیعہ جلد 20 ص 190

یعنی: حرام نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور نہ جانے کتنی نظریں ہیں کہ جو طولانی حسرت و افسوس کو جنم دیتی ہیں۔

اس روایت سے مراد یہ ہے کہ حرام نظر انسان کے لئے دنیا میں بے چینی و بے سکونی اور قیامت کے دن شدید مشکلات اور اس کے بعد طولانی عذاب کا موجب بنتی ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں:

" ما من احد الا و هو یصیب حظا من الزنا فزنا العینین النظر، وزنا الفم القبلة، و زنا الیدین اللمس " (۱)

یعنی: کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو زنا سے محفوظ رہے پس آنکھوں کا زنا (حرام) نظر ہے، منہ کا زنا (حرام) بوسہ ہے اور ہاتھوں کا زنا (حرام) لمس ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

"النظرة سهم من سهام ابلیس مسموم، من ترکها لله لا لغیره اعقبه الله امنا وایمانا یجد طعمه" (۲)

یعنی: نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے پس جس نے بھی کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ فقط خدا کی رضا کے لئے اسے ترک کیا خدا تعالیٰ اسے امان اور ایمان عطا کرتا ہے کہ جس کا ذائقہ وہ محسوس کرتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" اول نظرة لک والثانیة علیک ولا لک والثالثة فیها الهلاک" (۳)

۱۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 191 ۲۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 192 ۳۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 193

یعنی: (بغیر ارادہ کے پڑنے والی) پہلی نظر تمہارے لئے (جائز) ہے دوسری نظر (کا جرم) تمہارے اوپر ہے اور (دوسری نظر) تمہارے لئے (جائز) نہیں ہے اور تیسری نظر میں ہلاکت ہے۔

امام محمد باقرؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"من ملأ عینیه من حرام ملأ الله عینیه یوم القیامة من نار الا ان یتوب و یرجع"(۱)

یعنی: جس شخص نے کسی ایسی چیز کو نظر بھر کر دیکھا کہ جس کا دیکھنا اس کے لئے حرام ہے تو خدا قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا سوائے اس کے کہ وہ توبہ کرے اور اس عمل کو چھوڑ دے۔

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

"من صافح امرأة تحرم علیه فقد باء بسخط من الله و من التزم امرأة حراما قرن فی سلسلة من نار مع شیطان فیقذفان فی النار"(۲)

یعنی: جس نے ایسی عورت سے مصافحہ کیا جو اس کے لئے حرام تھی تو بیشک وہ خدا کے غضب کا مستحق ہو گیا اور جس نے کسی حرام عورت کے ساتھ معاشرت اختیار کی وہ شیطان کے ساتھ آگ کی زنجیر کے ذریعے جکڑ دیا جائے گا اور پھر دونوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباءواجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"نهی ان تتکلم المرأة عند غیر زوجها و(او) غیر ذی محرم اکثر من خمس کلمات مما لا بد لها منه"(۳)

۱۔ وسائل الشیعہ ج20 ص195، 196۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج4 ص13

۲۔ وسائل الشیعہ ج20 ص195، 196۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج4 ص13

۳۔ بحارالانوار ج101 ص32۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج4 ص3۔ وسائل الشیعہ ج20 ص197

یعنی: عورت کے لئے اپنے شوہر اور محرم کے علاوہ کسی سے پانچ الفاظ سے زیادہ بات کرنا ممنوع ہے کہ جس بات کا کرنا ضروری ہو۔

حضرت امام جعفر صادق ؑ اپنے بابا سے اور وہ رسول خدا ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

" أربع يمتن القلب، الذنب على الذنب، و كثرة مناقشة النساء-يعني محادثهن و ممارلة الاحمق و تقول و يقول ولا يرجع الى خير و مجالسة الموتى، فقيل له يا رسول الله وما الموتى؟ قال: كل غنى مترف " (۱)

یعنی: چار چیزیں دل کو مردہ کردیتی ہیں:

(۱) گناہ پہ گناہ کرنا

(۲) خواتین سے زیادہ باتیں کرنا

(۳) احمق سے بحث کرنا کہ تم کچھ کہو گے اور وہ کچھ کہے گا اور وہ بھلائی کی طرف نہیں آئے گا

(۴) مُردوں کے پاس بیٹھنا۔

پس رسول خدا ﷺ سے پوچھا گیا کہ مردوں سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بہت زیادہ مال دولت والا۔

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"من صافح امرأة حراما جاء يوم القيامة مغلولا ثم يؤمر به الى النار، ومن فاكه امرأة لا يملكها حبسه الله بكل كلمة كلمها في الدنيا الف عام" (۲)

۱۔ بحارالانوار ج 70 ص 349۔ مستدرک الوسائل ج 8 ص 337۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 197

۲۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 198

یعنی: جو شخص ایسی عورت سے مصافحہ کرتا ہے جو اس کے لئے حرام ہو تو وہ قیامت کے دن جکڑا ہوا آئے گا اور پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا جائے گا اور جو شخص کسی ایسی عورت سے مذاق کرتا ہے کہ جو اس کی ملکیت نہ ہو خدا اسے اس کے ہر اس لفظ کے بدلے کہ جو اس نے دنیا میں بولے ہیں ہزار سال قید میں رکھے گا۔

یہ بات واضح رہے کہ ان روایات میں بیان ہونے والا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے اور اس روایت میں قید کرنے سے مراد جہنم میں قید کرنا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مرد کے خاتون کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو امامؑ نے فرمایا:

" لا یحل للرجل ان یصافح المرأة الا امرأة یحرم علیه ان یتزوجها اخت او بنت او عمة او خالة او اخت او نحوها، فاما (واما) المرأة التی یحل له ان یتزوجها فلایصافحها الا من وراء الثوب ولا یغمز کفها "(۱)

یعنی: مرد کا خاتون سے مصافحہ کرنا حلال نہیں ہے سوائے اس عورت کے کہ جس کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے (جیسے) بہن یا بیٹی یا پھوپھی یا خالہ یا اس طرح کی دوسری رشتہ دار، اور جہاں تک اس عورت کا تعلق ہے کہ جس کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے تو اس عورت سے فقط کپڑے میں ہاتھ لپیٹ کر مصافحہ کرنا جائز ہے اور چاہیے کہ عورت کے ہاتھ کو نہ دبائے۔

میری بیٹی! محتاط رہو اور شیطان کے دھوکے میں نہ آؤ کہ تم کہو کہ میں تو اپنے کلاس فیلو کو بھائیوں کی طرح سمجھتی ہوں اور اسی ارادے سے اس کو دیکھتی ہوں۔

۱۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 208 ۔ الکافی ج 5 ص 525

میری بیٹی! بیشک تمہارا دل صاف ہے لیکن تمہارا اور تمہارے کلاس فیلو کا دل رسول خدا ﷺ کے دل سے زیادہ تو پاکیزہ نہیں ہوسکتا۔ روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے تو پانی سے بھرا ایک برتن منگوا کر اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے اور پھر اس سے ہاتھ نکال کر خواتین کو کہتے کہ اس پانی میں ہاتھ ڈبو کر میری بیعت کرو اور جب وہ پانی میں ہاتھ ڈبوتیں تو آپ ﷺ فرماتے تم نے میری بیعت کرلی ہے۔(۱)

ایک روایت میں دو عورتیں کہتی ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق - سے پوچھا : کیا کوئی عورت اپنے بھائی کی عیادت کے لئے جاسکتی ہے؟

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں جاسکتی ہے۔

وہ عورتیں بولیں پھر ہم نے پوچھا: کیا وہ اس سے مصافحہ بھی کرسکتی ہے؟

تو امام - نے فرمایا: جی ہاں کپڑے کو ہاتھ پر لپیٹ کر مصافحہ بھی کرسکتی ہے۔

پھر ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا: میری اس بہن کے پاس اس کے بھائی آتے جاتے رہتے ہیں۔

تو امامؑ نے فرمایا: جب تمہارے بھائی تمہارے پاس آئیں تو اس وقت بھڑکیلے اور شوخ کپڑے مت پہنو۔

میری بیٹی! اس بات کی طرف متوجہ رہو کہ شریعت عورت کو اپنے بھائی کے سامنے بھی رنگ دار، بھڑکیلے اور شوخ کپڑے پہننے سے روکتی ہے تو پھر کس طرح تمہیں دوسروں کے سامنے ایسا کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔ اس سے پہلے جو آیت میں نے ذکر کی تھی وہ آیت چہرے اور ہاتھوں کو کھلا

۱۔ مستدرک الوسائل ج 11 ص 126

چھوڑنے کی اجازت پر دلالت کرتی ہے اور ہاتھوں میں انگوٹھی یا چوڑیاں بھی ہو سکتی ہیں لہذا اس روایت اور گزشتہ آیت میں تنافی موجود نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ تنافی کا گمان رکھتے ہیں۔

امام علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ بہت زیادہ گریہ کر رہے ہیں پس میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کون سی چیز آپ کو اتنا رلا رہی ہے؟

تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"یا علی لیلة اسری بی الی السماء رأیت نساء من امتی فی عذاب شدید، فأنکرت شأنهن فبکیت لما رأیت من شدة عذابهن، و رأیت امرأة معلقة بشعرها یغلی دماغ رأسها، ورأیت امرأة معلقة بلسانها والحمیم یصب فی حلقها، ورأیت امرأة معلقة بثدییها، ورأیت امرأة تأکل لحم جسدها والنار توقد من تحتها، ورأیت امرأة قد شد رجلاها الی یدیها وقد سلط علیها الحیات والعقارب، ورأیت امرأة صماء عمیاء خرساء فی تابوت من نار یخرج دماغ رأسها من منخرها و بدنها متقطع من الجذام والبرص، ورأیت امرأة معلقة برجلیها تنور من نار، ورأیت امرأة تقطع لحم جسدها من مقدمها ومؤخرها بمقاریض من نار، ورأیت امرأة تحرق وجهها و یداها و هی تأکل امعائها، ورأیت امرأة رأسها رأس الخنزیر وبدنها بدن الحمار وعلیها ألف ألف لون من العذاب، ورأیت امرأة علی صورة الکلب والنار تدخل فی دبرها و تخرج من فیها والملائکة یضربون رأسها و بدنها بمقامع من نار، فقالت فاطمةؑ حبیبی و قرة عینی أخبرنی ما کان عملهن و سیرتهن حتی وضع الله علیهن هذا العذاب؟

فقال: يا بنيتي اما المعلقة بشعرها فأنها كانت لا تغطي شعرها من الرجال، وأما المعلقة بلسانها فانها كانت تؤذي زوجها، واما المعلقة بثلييها فانها تمتنع من فراش زوجها، اما المعلقة برجليها فانها كانت تخرج من بيتها بغير اذن زوجها، واما التي تأكل لحم جسدها فانها كانت تزين بدنها للناس، والتي شد يداها الى رجليها و سلط عليها الحيات والعقارب فانها كانت قذرة الوضوء قذرة الثياب و كانت لا تغتسل من الجنابة والحيض ولا تتنظف و كانت تستهين بالصلاة، واما الصماء العمياء الخرساء فانها كانت تلد من الزنا فتعلقه في عنق زوجها، واما التي تقرض لحمها بالمقاريض فانها كانت تعرض نفسها على الرجال، واما التي كانت تحرق وجهها و بدنها و تأكل امعائها فانها كانت قوادة، واما التي كان رأسها رأس الخنزير و بدنها بدن الحمار فانها كانت نمامة كذابة، واما التي كانت على صورة الكلب و النار تدخل في دبرها و تخرج من فيها فانها كانت قينة نواحة حاسدة، ثم قال ﷺ ويل لأمرأة أغضبت زوجها، و طوبى لامرأة رضا عنها زوجها "(۱)

یعنی: اے علیؑ شب معراج میں آسمان پر گیا تو میں نے اپنی امت کی عورتوں کو شدید عذاب میں مبتلا دیکھا، پس مجھے ان کی حالت پر بہت تکلیف ہوئی، جب میں نے ان کو سخت عذاب میں دیکھا تو گریہ کرنے لگا، میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ اس کے سر سے ابل رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی اور جہنم کا ابلتا ہوا پانی اس کے حلق میں

ا۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 213

ڈالا جا رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی، ایک عورت کو دیکھا جو اپنے جسم کا گوشت کھا رہی تھی اور اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی، ایک عورت کو دیکھا جس کے پاؤں ہاتھوں سے بندھے ہوئے تھے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے، ایک بہری، اندھی اور گونگی عورت کو آگ کے تابوت میں دیکھا کہ جس کا دماغ ناک کی نتھلیوں سے نکل رہا تھا اور اس کا جسم جذام اور برص سے ٹکڑے ٹکڑے تھا، ایک عورت کو آگ کے تنور میں پاؤں سے لٹکا ہوا دیکھا، ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے آگے اور پیچھے سے آگ کی قینچیوں سے گوشت کاٹا جا رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا جس کا چہرہ اور ہاتھ جلائے جا رہے تھے اور وہ اپنی آنتوں کو کھا رہی تھی، ایک ایسی عورت کو دیکھا جس کا سر خنزیر (سور) کی طرح اور جسم گدھے کی طرح تھا اور اس کو ہزار ہزار طریقے کا عذاب دیا جا رہا تھا، ایک عورت کو دیکھا جس کی شکل کتے والی تھی اور آگ اس کی دبر سے داخل ہو رہی تھی اور منہ سے نکل رہی تھی اور فرشتے اس کے سر اور جسم پر آگ کے گرز مار رہے تھے۔

پس حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا نے فرمایا:

میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے پیارے بابا مجھے بتائیں کہ ان عورتوں کے اعمال اور کردار کیا تھا کہ جو اللہ نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا؟

تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میری بیٹی! وہ عورت جو اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے بالوں کو مردوں کے سامنے نہیں چھپاتی تھی اور وہ عورت جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو اذیت و تکلیف پہنچاتی تھی، اور وہ عورت جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو ہمبستری سے روکتی تھی، اور وہ عورت جو اپنے پاؤں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلتی تھی، اور وہ عورت جو اپنے جسم کا گوشت کھا رہی تھی وہ اپنے جسم کو لوگوں کے لئے سنوارتی تھی، اور وہ عورت جس کے پاؤں ہاتھوں سے بندھے تھے اور سانپ اور بچھو اس پر مسلط تھے وہ بے طہارت اور

نجس کپڑوں میں رہتی تھی اور جنابت اور حیض کا غسل نہیں کرتی تھی صاف نہیں رہتی تھی اور نماز کو خفیف و سبک سمجھتی تھی، اور وہ عورت جو بہری، اندھی اور گونگی تھی وہ زنا سے بچے پیدا کرتی تھی اور اپنے شوہر کی گردن میں ڈال دیتی تھی، اور وہ عورت جس کا گوشت قینچیوں سے کاٹا جارہا تھا وہ اپنے آپ کو مردوں کے سامنے پیش کرتی تھی، وہ عورت جس کا چہرہ اور بدن جلایا جارہا تھا اور وہ اپنی آنتیں کھارہی تھی وہ زنا کے لئے مردوں اور عورتوں کو ملاتی تھی، اور وہ عورت جس کا سر خنزیر والا اور بدن گدھے والا تھا وہ جھوٹی اور چغل خور تھی، اور وہ عورت جو کتے کی شکل میں تھی اور آگ اس کے دبر میں داخل ہو کر منہ سے نکل رہی تھی وہ گانا گانے والی لونڈی تھی کہ جو چیختی چلاتی اور حسد کرتی تھی۔

پھر اس کے بعد حضورؐ فرماتے ہیں:

ہلاکت ہے اس عورت کے لئے جس نے اپنے شوہر کو غضبناک کیا اور خوشخبری ہے اس عورت کے لئے جس سے اس کا شوہر راضی ہو۔

احمد بن نعمان کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میرے پاس ایک چھ سال کی بچی ہے اور میرے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔ پس امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اپنی گود میں نہ لو۔(۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

"اذا بلغت الجارية ست سنين فلاتقبلها و الغلام لا يقبل المرأة اذا جاز سبع سنين"۔ (۲)

۱۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج3 ص 436۔ بحارالانوار ج 101 ص 96

۲۔ بحارالانوار ج 101 ص 96

یعنی: جب بچی چھ سال کی ہو جائے تو تمہیں اس کا بوسہ نہیں لینا چاہیے اور لڑکا جب سات سال کا ہو جائے تو عورت کو اس کا بوسہ نہیں لینا چاہیے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مباشرة المرأة ابنتها اذا بلغت ست سنين شعبة من الزنا" (۱)

یعنی: کسی عورت کا اپنی چھ سالہ بچی کے ساتھ (شہوت سے) لپٹنا زنا کی ایک قسم ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"اشتد غضب الله على امرأة ذات بعل ملأت عينها من غير زوجها او غير ذى محرم منها، فانها ان فعلت ذلك احبط الله كل عمل عملته، فان اوطأت فراشه -يعنى مكنت من نفسها- غيره كان حقا على الله ان يحرقها فى النار بعد ان يعذبها فى قبرها" - (۲)

یعنی: خدا تعالیٰ اس شوہر دار عورت پر بہت غضبناک ہوتا ہے کہ جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو یا کسی نامحرم مرد کو آنکھ بھر کر دیکھے پس جب وہ عورت یہ کام کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ان تمام (نیک) اعمال کو مٹا دیتا ہے کہ جو اس نے انجام دیے تھے۔ پس اگر عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ ہمبستر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ اسے قبر میں عذاب دینے کے بعد آگ میں جلائے۔

ام المومنین جناب ام سلمیٰ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں تھی اور جناب میمونہؓ بھی وہیں تھیں یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب پردہ کرنے کا حکم آچکا تھا پس اسی اثنا میں

۱۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 230۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج 3 ص 436۔ بحار الانوار ج 101 ص 96

۲۔ وسائل الشیعہ ج 20 ص 232۔ بحار الانوار ج 101 ص 366

ام مکتوم کا بیٹا آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پردے کا حکم دیا تو ہم نے رسول خدا (ص) سے کہا: یہ تو اندھا ہے اور ہمیں دیکھ نہیں سکتا۔

تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی اندھی ہو اور کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتی؟ (۱)

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

"خیر للنساء ان لا یرین الرجال ولا یراھن الرجال"۔

یعنی: خواتین کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ نہ مردوں کو دیکھیں اور نہ ان کو مرد دیکھیں۔

پس رسول خدا ﷺ نے جناب فاطمہ = کے احترام میں فرمایا:

"فاطمة بضعة منی" (۲)

یعنی: فاطمہ = میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اہل عراق سے فرمایا:

"یا اھل العراق نبئت ان نساء کم یوافین الرجال فی الطریق اما تستحیون، لعن اللہ من لا یغار"۔ (۳)

یعنی: اے عراق والو! میں تمہیں متنبہ کر چکا ہوں کہ تمہاری عورتیں راستہ میں مردوں سے ملتی ہیں کیا تمہیں اس بات سے شرم نہیں آتی۔۔۔۔خدا اس شخص پر لعنت کرتا ہے کہ جس میں غیرت نہ ہو۔

میری بیٹی! یاد رکھو عفت، پاکیزگی اور حجاب پڑھنے اور علمی ترقی سے نہیں روکتا، شیطان اور

۱۔وسائل الشیعہ ج20 ص 232۔بحار الانوار ج 101 ص 37

۲۔وسائل الشیعہ ج20 ص 67، 232۔بحار الانوار ج 43 ص 54

۳۔بحار الانوار ج76 ص 115

اس کے پیروکاروں کی یہ بات آپ کو دھوکے میں مبتلا نہ کرے کہ عفت، پاکیزگی اور حجاب عورت کو آزادی سے تعلیم حاصل کرنے اور ترقی سے روکتا اور جہالت اور پسماندگی کی طرف دھکیلتا ہے، ثقافتی، اسلامی اور شرعی پابندیاں عورت کی آزادی کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں کہ جن کے ذریعے سادہ اور ناسمجھ بچیوں کو شکار کیا جاتا ہے۔

میری بیٹی یہ بات ذہن نشین کرلو کہ دین اور حجاب کے خاتمے کے نعروں کا مقصد فقط مسلمان لڑکیوں کو راستہ میں پڑے ہوئے پتھر یا ہڈی کی مانند بنانا ہے کہ جس کے اوپر ہر آنے جانے والا آزادی سے پاؤں رکھ کے گزرتا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اسکول، کالج، یونیورسٹی، بازار، دفاتر، پارک بلکہ ہر جگہ ہی عورت ان کے قبضہ میں رہے۔

یہ گانے اور اہل فسق وفجور کے الفاظ کہ جن میں ظاہری طور پر تو محبت، آزادی اور ترقی کے معانی ہوتے ہیں لیکن یہ سب ایسے شیطانی جال اور رسیاں ہیں کہ جن کو یہ لوگ بشریت کی صنف نازک اور فطری طور پر ان باتوں سے متاثر ہونے والی مخلوق کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور جب یہ لوگ کسی ایک لڑکی کو شکار کر لیتے ہیں تو اس کے بعد ان کی فکر دوسری اور تیسری.....کو شکار کرنے میں مشغول ہو جاتی ہے۔

میری بیٹیو! پاکیزگی، عفت اور حجاب کو اپنا شعار بناؤ تا کہ اپنے آپ کو ان انسان نما شیطانوں کے جال میں پھنسنے سے بچا سکو کہ جن کی تربیت انہی جیسے شیطانوں کے ہاتھ میں ہوئی ہے اور جن کو یہ بے ہودہ افکار شیطان کی طرف سے الہام میں ملتی ہیں۔ خدا فرماتا ہے:

"وان الشیاطین لیحون الی اولیائھم" (۱)

یعنی بیشک شیاطین اپنے نمائندوں کو الہام کرتے ہیں۔

۱۔ سورۃ الانعام آیت 121

قوم کا مستقبل

میرے بیٹو اور بیٹیو! آپ اس تعلیمی اور علمی راستے میں قوم کی امید اور مستقبل ہیں ہر ایک آپ کی طرف دیکھ رہا ہے ہر کوئی آپ سے ایسی ایسی امیدیں وابستہ کیئے ہوئے اور ایسے ایسے کارناموں کی آپ سے توقع رکھتا ہے کہ جن کی آپ کو خود بھی اپنے آپ سے توقع نہیں ہے۔ پس میں بھی تمام مسلمانوں کی طرح کا ایک فرد ہوں کہ جو آپ میں نئی نئی ایجادات اور انکشافات کرنے والے ڈاکٹرز اور ماہر و مخلص سیاست دانوں کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو اپنی قوم کو ترقی کے عروج پر لے جائیں میں آپ کو ایسے سائنسدانوں کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو اپنی محنت کے ذریعے ہماری قوم کو مغرب کی غلامی اور اپنی ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لئے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے نجات دلائیں اور یہ سب کچھ آپ کی محنت، جد وجہد، فکر اور مستقبل کی اس ذمہ داری کے احساس سے ہی ممکن ہے کہ جو ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر آچکی ہے۔

اسلام نے تعلیم اور سٹوڈنٹس کی پڑھائی لکھائی کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور جو شخص تعلیم حاصل کر رہا ہو اسلام نے اس کے لئے بہت ہی زیادہ عزت و احترام اور خاص منزلت معین کی ہے پس میں Students کو اس مقام عزت و احترام و مرتبہ اور منزلت پہ خراجِ تحسین اور مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جو خدا نے ان کو دنیا اور آخرت میں عطا کی ہے۔

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

"من اعان طالب علم فقد احب الانبياء و كان معهم، ومن ابغض طالب العلم فقد ابغض الانبياء فجزاؤه جهنم، وان للطالب شفاعة كشفاعة الانبياء وله في جنة الفردوس ألف قصر من الذهب، وفي جنة الخلد مائة ألف مدينة من نور، وفي جنة المأوى ثمانون درجة من ياقوتة حمراء، وله بكل درهم أنفقه في طلب العلم جوار بعدد النجوم و بعدد الملائكة، ومن صافح طالب العلم حرمه الله على النار، ومن اعان طالب العلم اذا مات غفر الله له ولمن حضر الجنازة" (۱)

یعنی: جس نے طالب علم کی مدد کی اس نے گویا کہ انبیاء علیہم السلام سے محبت کی اور ان کے ساتھ رہا اور جس نے طالب علم سے بغض رکھا گویا کہ اس نے انبیاء علیہم السلام سے بغض رکھا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، طالبِ علم کی شفاعت انبیاء علیہم السلام کی شفاعت کی مانند ہے اور اس کے لئے جنتِ فردوس میں سونے کے ہزار محل ہیں، جنتِ خلد میں اس کے لئے ایک لاکھ نور کے شہر ہیں، جنتِ ماویٰ میں اس کے لئے سرخ یاقوت کے اسی (۸۰) درجے ہیں، اور ہر اس درھم کے بدلے میں ستاروں اور فرشتوں کی تعداد کے برابر کنیزیں ہیں جو اس نے تعلیم کے حصول کے لئے خرچ کیا، جو شخص طالبِ علم سے مصافحہ کرے خدا اس کو جہنم میں ڈالنا حرام قرار دیتا ہے اور جو شخص طالب علم کی مدد کرے تو جب وہ مرتا ہے تو خدا اسے اور اس کے جنازہ میں آنے والوں کو بخش دیتا ہے۔

مالک بن دینار سے کہا گیا کہ: اے ابا یحیٰ: کچھ طالب علم دنیا کی خاطر علم حاصل کرتے ہیں تو مالک بن دینار نے کہا ان کو طالب علم نہ کہو بلکہ ان کو طالب دنیا کہو۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ:

"من اذى طالب العلم لعنته الملائكة و اتى يوم القيامة و هو عليه غضبان" (۲)

۱۔ ارشاد القلوب ج 1 ص 164 ۲۔ ارشاد القلوب ج 1 ص 164

یعنی: جو کسی طالب علم کو اذیت پہنچاتا ہے ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں اور قیامت کے دن جب اس کو لایا جائے گا تو وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

میرے بچو! اگر آپ تعلیم اس لئے حاصل کرتے ہیں کہ آپ اپنی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنی قوم اور ملت کی خدمت سرانجام دیں گے اپنے مسلمان ملک کے لئے کام کریں گے تاکہ مسلمانوں کو کفار اور حاقدین کے سامنے ذلت و رسوائی سے نجات دلائی جا سکے تو آپ کا یہ عمل آخرت کی بھلائی کو طلب کرنا ہے۔ لیکن اگر آپ اس لئے تعلیم حاصل کر رہے ہیں کہ فلاں ڈگری، فلاں نوکری یا مال و دولت کو حاصل کرلیں تو یہ دنیا کو طلب کرنا ہے اور اسی میں ذلت و ہلاکت اور علم کی توہین و بے حرمتی ہے۔

میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ حضور ﷺ نے علم کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے پس آپ ﷺ فرماتے ہیں: "العلم علمان علم الادیان و علم الابدان" یعنی: علم کی دو قسمیں ہیں علم ادیان اور علم ابدان۔

نجف اشرف میں موجود حوزہ علمیہ اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں موجود حوزات علم ادیان یعنی مذہبی علوم کی تعلیم اور نشر و اشاعت کے مرکز ہیں اور علمِ ابدان میں علمِ دین کے علاوہ تمام علوم شامل ہیں Science, Technology اور وہ تمام علوم علمِ ابدان سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کے ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کسی بھی حوالے سے محتاج ہیں۔

میرے بچو! میں آپ کو Science and Technology کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کی دعوت دیتا ہوں تاکہ آپ اپنی روشن فکر کے ذریعے ترقی، خوشحالی اور سعادت کے جوہر کو اپنی پیشانی پہ تاج کی طرح سجائیں اور اس سے اپنے دلوں کو منور کریں میں اللہ سے اس دن کی آرزو رکھتا ہوں کہ جس دن دنیا کی گردنیں آپ کے سامنے جھکی ہوں گی، آپ ہی دنیا میں سب سے زیادہ سعادت

مند ہوں گے، مشرق و مغرب کے تمام لوگ آپ کے علم اور ادراک کے سامنے زانوئے ادب تہہ کریں گے اور ہر شخص آپ کے ہاتھ سے دستخط شدہ ڈگری کے حصول کی تمنا کرے گا۔ اور یہ سب کچھ خدا کی رحمت سے بعید نہیں ہے اور نہ ہی آپ جیسے میرے بچوں اور جگر کے ٹکڑوں کے لئے یہ ناممکن ہے کہ جو اپنے دلوں میں اسلام، وطن، ترقی، عزت اور سعادت کی محبت کے خوبصورت جذبات رکھتے ہیں۔

فکری ارشادات اور بیانات

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی محمد و الہ الطیبین

الطاھرین واللعنۃ الدائمۃ علی شانئیھم اجمعین الی قیام یوم الدین امابعد:

قال اللہ سبحانہ:"الذین یستمعون القول فیتبعون أحسنہ أولئک الذین

ھداھم اللہ و أولئک ھم أولوا الالباب" (۱)

خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

یعنی: جو لوگ بات سنتے ہیں اور اس میں سے اچھی (چیز) کی اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو خدا نے ہدایت عطا فرمائی ہے اور یہی لوگ صاحبان عقل ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشادِ قدرت ہوتا ہے:

"کنتم خیر أمۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ

ولو آمن أھل الکتاب لکان خیرا لھم منھم المؤمنون و اکثرھم الفاسقون" (۲)

یعنی: تم بہترین امت ہو کہ جسے لوگوں کے لئے باہر لایا گیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا ان میں بعض مؤمن ہیں اور اکثر فاسق ہیں۔

۱۔ سورۃ الزمر آیت 18   ۲۔ سورۃ آل عمران آیت 110

ارشادِ ربانی ہے:

"لقد کرمنا بنی آدم و حملنا هم فی البر والبحر ورزقناهم من الطیبات و فضلنا هم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا" (۱)

یعنی: ہم نے بنی آدم کو عزت و کرامت عطا کی ہے خشکی اور سمندر میں ہم نے ان کو اٹھایا ہے انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔

انسان کی بلندی، ارتقاء اور تمام ناسوتی موجودات سے ممتاز ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کا احتساب کرے اور اپنے سامنے ایک عملی نمونہ رکھے اور اس کو آئینہ قرار دیتے ہوئے خود کو اس کے سامنے کھڑا کر کے مزین کرے اور ادھر ادھر سے چمٹنے والی گندگی کو اپنے آپ سے دور کرے اور نفس کی بغاوت اور سرکشی کی وجہ سے بڑھے ہوئے وہ پر و بال کاٹ دے کہ جو اسے ہلاکت اور فساد کے گڑھے میں لے جارہے ہیں۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اگر انسان اپنے آپ کے ساتھ ایسا سلوک اور کردار اختیار نہ کرے تو وہ اپنی صلاحیتوں اور اس کامل واحسن خلقت میں ممتاز نہیں ہوسکتا کہ جس کی طرف خدا نے اس طرح اشارہ فرمایا ہے:

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" (۲)

یعنی: بیشک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے۔

پس اپنے آپ کے ساتھ جس کردار اور سلوک کی انسان سے امید کی جاتی ہے اگر انسان ایسا کردار اختیار نہ کرے تو انسان بھی دوسری تمام مادی مخلوقات کے زمرے میں شمار ہونے لگے گا کہ جو مخلوقات بغیر کسی امتیاز اور فضیلت کے پھیلی ہوئی زمین پر پیدا ہوتی ہیں اور پھر مر جاتی ہیں۔ لہذا ہمارے

۱۔ سورۃ الاسراء آیت 70

۲۔ سورۃ التین آیت 4

تمام نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ خود اپنے آپ کو اپنے ضمیر کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے اپنے بارے میں غور و فکر کریں، اپنے اردگرد موجود ماحول اور حالات کو بھی دیکھیں اور تیزی سے ترقی کرتی ہوئی دنیا میں اپنی ذمہ داریوں پر نظر ڈالیں Science,Technology اور ترقی کی دنیا میں اپنی محنت کے ذریعے سب سے آگے بڑھ کر اپنا وجود اور سب پر اپنی فضیلت ثابت کریں۔

ثقافت اور اسکی حقیقت

ثقافت کا لفظی معنی: ''کسی چیز کا ادراک اور علم و معرفت میں ذہین فطین ہونا''
ہے، کبھی کبھار اس سے مراد ''فقط ادراک اور حصول'' بھی لیا جاتا ہے اور جدید تعبیرات اور آج کل کے Literature میں ثقافت کو کسی معاشرے کے رہن سہن کے طریقوں کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

بہت سے ذہنوں میں ثقافت اور اس کے معنی کے بارے میں اشتباہ اور خلط پیدا ہو چکا ہے
بہت سے افراد لوگوں کو ثقافت کے نام پر ایسے امور کی دعوت دیتے ہیں کہ جن کا تعلق بالکل بھی ثقافت سے نہیں ہے پس آپ کو معلوم ہو یا نہ ہو رنگ برنگے جملوں اور لچھے دار خطابات کے ذریعے آپ کو ثقافت کے نام پر زندگی کے ایک خاص اسلوب اور ایک ایسے معاشرے کے رہن سہن کی دعوت دی جاتی ہے کہ جو تباہی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں۔

ثقافت کا لفظی معنی تعلیم، علم و معرفت، تہذیب و تمدن اور ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے کہ جس میں رہنے والے تمام افراد کی آراء کا احترام کیا جائے جبکہ آج کل کے Literature کے مطابق ثقافت کا معنی: ایک معین شدہ معاشرے میں رہنے والوں کے رہن سہن کا ایسا طریقہ کہ جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں اور اس میں ان کی زندگی کے تمام پہلو شامل ہیں جیسے کھانا، پینا، لباس، خاندانی زندگی، گھریلو ماحول وغیرہ وغیرہ۔

اسلام نے بنی نوع انسان کو اس کے کمال و ترقی کی بشارت دے کر اسے ایک آئینِ زندگی عطا کیا ہے کہ جو اس کی زندگی کے لئے بالکل مناسب اور سب سے بہتر ہے کیونکہ اس انسان کا خالق اور اس کی فطرت وطبیعت کو پیدا کرنے والا ہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ کون سی چیز اس کے لئے ضروری ہے اور کون سی نہیں۔

اسلام انسان کو ایسی ثقافت کی دعوت دیتا ہے کہ جو علم و معرفت، فکر و تدبر، تعلیم و تعقل اور تمام مادی مخلوقات پر فوقیت اور اشرفیت کے احساس پر مشتمل ہے، خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے پس قرآن مجید میں ہے کہ:

"خلق لکم ما فی الارض جمیعا...." (۱)

یعنی: اس (پروردگار) نے زمین میں موجود ہر چیز کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

لیکن انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پروردگار اور خالق کی طرف رخ کرے تا کہ اس کے دین کے ذریعے اس بات کو جان سکے کہ کون سی چیز اس کے لئے بہتر اور ضروری ہے اور کون سی چیز اس کے لئے نقصان دہ ہے، کس کام کا کرنا اس کی زندگی میں فائدہ مند ہے اور کس کام کو ترک کرنا اس پر واجب ہے۔

۱۔ سورۃ البقرۃ آیت 29

مغرب کی پیروی کی منطق

اسلام انسان کو گمراہی کے ان گڑھوں سے نکالنے کے لئے آیا ہے کہ جن کی گہرائیوں اور اندھیروں میں انسان پھسلتا چلا جا رہا ہے ناسوتی کائنات کی سب سے اشرف مخلوق ہونے کے باوجود انسان پتھروں، سورج، چاند، گائے اور آگ کی پوجا کرتا ہے اور تین خداؤں کا ایسا عقیدہ رکھتا ہے کہ جو معمولی سی فکر اور غور سے ہی باطل نظر آتا ہے۔ پس اسلام انسان کو ان گڑھوں سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔

اسلام کی بنیادی اور اساسی افکار میں سے ایک تعلیم اور علم و معرفت کے حصول کی دعوت ہے پس اسلام کے آنے کے بعد بشریت اپنے حقیقی کمال کی طرف لوٹنا شروع ہوگئی اور جب اسلام کی افکار اور مسلمانوں کے علوم مغرب تک پہنچے تو وہ اپنی طویل نیند سے بیدار ہوگئے اور موجودات کی معرفت اور جدید علوم کی گہرائیوں میں چلے گئے جس کی وجہ سے مغرب میں صنعت و حرفت کا انقلاب آگیا جبکہ مسلمان اپنی داخلی جنگوں، قومی اور لسانی لڑائیوں، فرقہ واریت اور آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ترقی کی دوڑ میں بالکل پیچھے رہ گئے۔ پس اس طرح سے مغرب نے اپنی صنعت اور حرفت کے ذریعے تمام زندگی کی ضروریات پر قبضہ کر لیا اور تمام مسلمانوں کو اپنا محتاج بنا لیا۔ لیکن مغرب جانتا تھا کہ جہالت کے اندھیروں میں گم اور علمی پسماندگی کے سمندر میں غرق عوام کے قدرتی ذخائر پر قبضہ کئے بغیر پوری انسانیت پر سیطرہ اور کنٹرول ممکن نہیں ہے۔ لہذا مغرب نے اس مقصد کے لئے جو طریقہ اختیار کیا وہ

لوگوں کو اخلاقی فساد، بے راہ روی اور انہیں جنسی اور جسدی لذات و خواہشات کی دلدل میں غرق کرنا ہے اور یہی وہ وحشیانہ اور شیطانی طریقہ تھا کہ جس کے ذریعے سے اسلامی معاشرے اور مسلمانوں کو نہ ختم ہونے والی غفلت کی نیند میں سلایا جا سکتا تھا۔ پس اس کے نتیجہ میں معاشرہ اخلاقی فساد کی زنجیروں میں قید ہو کر رہ گیا ہمارے لوگ مغرب کی نئی نئی اختر عات اور ان کی ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے کے لئے مغرب کا رخ کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ہر خیر اور سعادت کا مرکز مغرب ہے بلکہ بعض لوگ تو نہایت باریکی اور تمام تفاصیل کے مطابق مغربی معاشرے کی اندھی تقلید کرتے ہیں حتی کہ کھانے، پینے، رہن سہن اور لباس میں بھی مغرب کو اپنا نمونہ عمل قرار دیتے ہیں۔ پس یہ لوگ ہر برے کام میں مغرب کی پیروی اور تقلید پر فخر کرتے ہیں لیکن ان کی طرح Science and Technology کے میدان میں ترقی کرنے اور تعلیم اور علم و معرفت میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ پس ہمارا معاشرہ مغرب کی قید اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ مغرب کی ثقافت کی پیروی اور اندھی تقلید کو ترقی اور سعادت سمجھتا ہے اور تعلیم اور علم و معرفت کو ترقی کے زمرے میں نہیں رکھتا کہ جس کی بنا پر مغرب نے پوری دنیا کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ مغرب نے تمام معاشروں اور خاص طور پر اسلامی معاشرے کو اپنی گرفت میں رکھنے کے لئے اخلاقی فساد اور بے راہ روی کو جدید زمانے کے مطابق اور ترقی پسند ثقافت کے عنوان متعارف کروایا ہے اور اسے ذھنوں میں راسخ کر دیا ہے تا کہ ان کے قدرتی اور مصنوعی ذخائر پر قبضہ کیا جائے اور ان کی عزت و شرف کو ختم کر کے اپنا آلہ کار بنا لیا جائے۔

نجات کا راستہ

عقل وفکر کو استعمال کرنے، فائدہ مند اور نقصان دہ عناصر کو جاننے اور Imported cultureاور رسم ورواج کو ترک کرنے سے ہی ہم اس غلامی سے نجات حاصل کرسکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم تمام علمی شعبوں میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کردیں کیونکہ قوموں کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! وقتاً فوقتاً سامنے آنے والی Reports سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مغربی ثقافت معاشرے اور عوام کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتی ہے خود مغربی معاشرہ اپنی ثقافت کے ہاتھوں ایسی مہلک بیماریوں اور آفتوں کا شکار ہو چکا ہے کہ جن کا نہ تو کوئی علاج ہے اور نہ ہی کوئی حل۔ مغربی دانشور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اسلامی ممالک اور معاشرہ اپنی دینی ثقافت اور آباء واجداد کی طرف سے وراثت میں ملنے والی عادات کی وجہ سے ابھی تک ان بیماریوں سے بچا ہوا ہے کہ جن کے علاج سے مغرب عاجز آچکا ہے۔

میرے جوان بچو!

خدا کے بتائے ہوئے صحیح راستے پر لوٹ آؤ اور فقہاءِ اسلام اور حوزہ علمیہ نجف اشرف کے علماء کا رخ کرو اور اپنے اسلوبِ زندگی اور روزمرہ ضروریات کے بارے میں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کے بارے میں ان سے سوال کرو اور اسکے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے آگاہی حاصل

کرواور اسلامی ثقافت کو اپنانے کی مکمل جدوجہد کرو تا کہ ہم دوسروں کے اسلوب حیات کی اندھی تقلید سے دور اسلام کی برتری اور دین کی حکومت، اور انسانیت کے سکون کی طرف پلٹ آئیں۔

خدا ہمیں اس زندگی کے سانچے میں ڈھلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس کو خدا اور آئمہ اہل بیت علیھم السلام ہمارے لئے پسند کرتے ہیں تا کہ اپنے زمانے کے سلطان، اللہ کے ولی حضرت امام مہدیؑ کے استقبال کے لئے اپنے آپ کو تیار کرسکیں (ان کے ظہور کے لئے ہماری جانیں قربان ہوں)۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

مکروہ مغربی ثقافت کا سایہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ

اسلامی ثقافت کی نشر و اشاعت میں کمی اور مومنین تک مذہبی افکار پہنچانے کیلئے ذرائع ابلاغ کے نہ ہونے کی وجہ سے تمام مسلمان اور خاص طور اسٹوڈنٹ طبقہ (کہ جو مغرب کے پلان اور شیطانی اسالیب کا سب سے اہم ہدف ہے) بڑی طاقتوں کے سب سے بڑے اور گھٹیا ثقافتی حملے کا سامنا کر رہا ہے جبکہ مکروہ مغربی ثقافت کا سایہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے اور ہم اسلامی ثقافت کی سمجھ بوجھ میں کمی کا شکار ہیں۔لہذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ان ذمہ داریوں سے آگاہ فرمائیں کہ جو اس مشکل اور مکروہ ثقافتی ماحول میں شریعت کی جانب سے طلبا اور طالبات پہ عائد ہوتی ہیں۔ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ بہت تعاون کرتے ہیں اور ہمیں اہمیت دیتے ہیں۔

(کالج کے اسٹوڈنٹس کا ایک گروپ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و صلى الله على محمد و آله الطاهرين و اللعنة على اعدائهم الى قيام يوم الدين: قال سبحانه:"الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه اولئک الذين هداهم الله و اولئک هم اولوا الالباب" (١)

۱۔سورۃ الزمر آیت 18

یعنی: جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اس میں اچھی ہوتی ہے اس کی اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو صاحبِ عقل ہیں۔

دنیا کے ہر کونے اور عراق میں رہنے والے میرے دینی بھائیو اور میرے جوان بچو اور بچیو! خاص طور پر اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھانے والے بھائیو، بہنو اور پڑھنے والے میرے

بیٹو اور بیٹیو!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پوری کائنات سے ممتاز اور اشرف قرار دیا ہے حتیٰ کہ ملائکہ اور فرشتوں کو انسان کی حفاظت اور اسے رہنمائی کرنے کے لئے معین کیا ہے اور اسے اپنے انبیاء اور رسولوں کی نعمت سے نوازا ہے۔ انسان فقط اور فقط اللہ کی عطا کردہ عقل اور ادراک و تدبر کی نعمت کی وجہ سے پوری کائنات سے ممتاز ہے کہ جس کے ذریعے بشریت مسلسل ترقی اور من پسند اور مطلوبہ چیزوں کے حصول کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ پس ارشادِ قدرت ہے:

"ولقد کرمنا بنی آدم و حملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات و فضلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا" (۱)

یعنی: اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انھیں خشکی اور سمندروں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے اکثر پر فضیلت عطا کی ہے۔

انسان کے پاس فقط عقل کا ہونا اس وقت تک اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے جب تک وہ اس عقل کے ذریعے اپنی اصلاح نہ کرے اور تعلیم اور علم و معرفت کے ذریعے اپنے آپ کو مہذب نہ بنائے اور علم کے اسلحہ سے اپنے آپ کو مسلح نہ کرے۔

۱۔ سورۃ الاسراء آیت 70

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا کی گئی اور وہ فرشتوں کا قبلہ قرار پائے کیونکہ انہوں نے فرشتوں پر علمی برتری ثابت کی اور علمی میدان میں ان سے جیت گئے۔صحیح و سالم عقل رکھنے والا شخص وہی ہوتا ہے کہ جو اپنی عقل کو تعلیم مختلف علوم اور معرفت کے حصول میں صرف کرے۔

اللہ تعالی نے ہمیں عقل کی وجہ سے تمام مخلوقات پر شرف عطا کیا ہے اور انسانوں میں سے بعض کو بعض پر علم و معرفت میں مختلف ہونے کی وجہ سے فضیلت عطا کی ہے اور جہاں تک علم کی حقیقت اور تعریف کا تعلق ہے تو چاہے آپ اس کو کسی معنی میں بھی لے لیں چاہے تو علم کو ادراک اور اطلاع کے معنی میں لیں یا ایسے نور کے معنی میں لیں جو خود بھی واضح ہے اور دوسری چیزوں کو بھی واضح کرتا ہے۔بہر حال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"العلم علمان علم الادیان و علم الابدان" (۱)

یعنی:علم کی دو قسمیں ہیں علمِ ادیان اور علمِ ابدان۔

پس ہر وہ علم جو عقائد اسلامی، اصول دین اور فروع دین میں معلومات کے حصول کے لئے معاون ثابت ہو وہ علمِ ادیان کے تحت مندرج ہوگا اور ہم اپنی زندگی اور روزمرہ کے امور کو منظم کرنے اور انسانی حیات کو خدا کی مرضی و رضا کے مطابق صحیح سانچے میں ڈھالنے کے لئے جس علم کے بھی محتاج ہیں اور جس کے ذریعے ہم ایسی چیزوں کو جان سکتے ہیں اور ایسی ایجادات کرسکتے ہیں کہ جو ہمارے لئے فائدہ مند اور ہماری دنیاوی زندگی میں ہمارے لئے مددگار ثابت ہوسکتی ہیں مثلا Technology, Agriculture, Engineering, Medical وغیرہ الغرض وہ تمام علوم کہ جن کا انکشاف ہو چکا ہے یا ہوگا وہ تمام کے تمام علم ابدان سے تعلق رکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور آئمہ اطہارؑ سے مروی

۱۔بحار الانوار ج ۱ص 220

روایات میں دونوں قسم کے علوم کے حصول اور تعلیم کے لئے بہت تاکید کی گئی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے شاگرد جناب کمیل بن زیاد سے فرماتے ہیں:

"الناس ثلاثة عالم ربانی، ومتعلم علی سبیل نجاة، و همج رعاع یتبعون کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیئوا بنور العلم ولم یلجئوا الی حصن وثیق"(۱)

یعنی: لوگ تین طرح کے ہیں عالِم ربانی، نجات کے راستے پر چلنے والا طالب علم اور مکھیوں کی طرح اِدھر اُدھر پھرنے والے، کہ جو ہر پکارنے والے کی پیروی کرتے ہیں، ہر چلنے والی ہوا کے ساتھ مڑ جاتے ہیں، اور علم کے نور سے روشنی حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی کسی مضبوط قلعہ کا رخ کرتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ علماء ہی اسلام کے قلعے، معاشرے کے رہنما اور جان، ناموس اور گھر کے محافظ ہیں۔

میرے بھائیو اور جوان بچو! خاص طور پر کسی بھی حوالے سے تعلیمی میدان میں سرگرم ساتھیو! اس وقت تعلیم یافتہ طبقہ میں دو قسم کے افراد ہیں:

پہلی قسم:

پہلی قسم میں وہ افراد شامل ہیں کہ جنہوں نے محنت لگن سے تعلیم حاصل کی اور علم کے سمندر کی گہرائیوں تک پہنچے اور پھر نئے نئے انکشافات، ایجادات اور نظریات کے ذریعے پوری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ پس ان کے اس علمی عروج کے باعث پوری دنیا والے ان کی پوجا کرتے ہیں۔

دوسری قسم:

دوسری قسم میں وہ پڑھے لکھے افراد شامل ہیں کہ جنہوں نے محنت اور لگن کے ساتھ تعلیم حاصل

۱۔ بحار الانوار ج 1 ص 187 ۔ الارشاد ج 1 ص 227 ۔ امالی الطوسی ص 20 ۔ تحف العقول ص 169

نہیں کی جس کی وجہ سے وہ پہلی قسم کے افراد کے ہاتھوں میں کھلونا اور ایک غلام بن کر رہ گئے اور پہلی قسم والے جیسے چاہتے ہیں انھیں استعمال کرتے ہیں۔

اور انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں پڑھے لکھے افراد میں سے اکثریت کا تعلق دوسری قسم سے ہے حالانکہ ہمارے ممالک قدرتی وسائل اور ایسی فکری و افرادی طاقت سے مالا مال ہیں کہ جس کے ذریعے پوری دنیا کو بہت آسانی اور نہایت اچھے طریقے سے اپنے کنٹرول میں لیا جا سکتا ہے لیکن ہم ایسی کافر طاقتوں کے ہاتھ میں کھلونا بن چکے ہیں کہ جو اپنے فائدے اور پوری بشریت کو غلامی کا پھندا پہنانے میں اپنے موقف سے ذرا بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

اسی طرح یہ بھی انتہائی افسوس ناک بات ہے اور ہم اعتراف بھی کرتے ہیں کہ ہمارے پاس موجود ضروریاتِ زندگی کی ہر چیز چاہے وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو یا وہ مغرب سے لائی جاتی ہے یا پھر ہمارے ہی ملک میں ایسی مشینوں سے بنتی ہے کہ جو مغرب سے خریدی گئی ہیں۔ پس وہ کپڑے کہ جن کو ہم پہنتے ہیں، وہ چمچ کہ جس سے ہم کھانا کھاتے ہیں، وہ عینک کہ جو ہمیں پڑھنے میں مدد دیتی ہے، وہ قلم (Pen) کہ جس سے ہم لکھتے ہیں، وہ کاغذ کہ جس پر ہم اپنے الفاظ ثبت کرتے ہیں، وہ تمام آلات اور مشینری کہ جسے ہم نقل و حرکت اور ذرائع ابلاغ کے لئے استعمال کرتے ہیں سب کی سب چیزیں یا تو متکبر کافر سے ہم خریدتے ہیں یا پھر یہ چیزیں ایسی مشینوں سے بنتی ہیں کہ جنھیں نہ تو ہم نے بنایا ہے اور نہ ہی مغرب کی مدد کے بغیر ان کے اسرار و رموز کو ہم جان سکتے ہیں۔

پس ہم متکبر کافر کے غلام بن چکے ہیں وہ ہماری جان، مال، ناموس اور ہر اس چیز کے بارے میں جو ہماری ہے جیسا چاہے فیصلہ کرے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم خدا کی طرف سے عطا کردہ معدنی اور قدرتی وسائل پر فخر کریں یہ سب معدنیات ہمیں کافروں کے رحم و کرم اور لطف و مہربانی سے ملتی ہیں، کافر ڈا کو ہمارے لئے تیل نکالتے ہیں اور تھوڑا بہت جو بچ جاتا ہے وہ ہمارے منہ پر

مل دیتے ہیں۔ نہ ہی ہمیں حق حاصل ہے کہ اپنی زرعی زمینوں پر فخر کریں کیونکہ زرعی زمینوں میں استعمال ہونے والے تمام آلات، مشینری، کھادیں اور دوائیاں وغیرہ یا تو ہم دوسرے ممالک سے خریدتے ہیں یا پھر ان سے خریدی ہوئی مشینوں سے بناتے ہیں ہمارے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر ہم فخر کرسکیں اور یہ سب ناخواندگی، کم علمی اور جہالت کی لعنتیں ہیں۔

اگر ہم اس خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہتے ہیں تو ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم کے حصول، فروغ اور اس کی روشنی کو پھیلانے کے لئے مخلص ہو جائیں تاکہ تعلیم کے ذریعے ہر اس چیز کو حاصل کرلیں کہ جسے ہم کھو چکے ہیں اور گم شدہ شرف اور دوسروں کے قدموں میں روندے جانے والی اپنی عزت دوبارہ حاصل کرلیں۔

میرے بھائیو اور بچو! متکبر کافر اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ ہمارے بچوں اور بچیوں کو ہمیشہ کے لئے حیوانی خواہشات کے پنجرے میں بند کردے تاکہ ہمارے بچے ہر وقت نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے چکر میں پھنسے رہیں۔ دشمن اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہمارے آج کل کے جوانوں کو اس دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے کہ ہمارے جوان سمجھتے ہیں کہ ہر طرح کی عافیت، بھلائی، راحت اور ترقی مغرب کے لباس، کھانے پینے اور اخلاقی فساد کی پیروی میں منحصر ہے۔ گویا کہ آج کا جوان یہ سمجھتا ہے کہ کھانے پینے اور بے راہ روی کے ذریعے انسانی ونفسانی خواہشات کا پورا ہونا ہی ترقی ہے۔ حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جوان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انھوں نے لوگوں کی بچیوں کو نہ چھیڑا تو شاید وہ پتھر کے زمانہ کے شمار ہوں گے گویا کہ اگر کسی نے اس کمینی حرکت کو نہ کیا تو وہ ترقی کا مخالف ہو جائے گا لیکن ہمارے جوان اس بات سے غافل ہیں کہ دشمن کی یہ کوشش ہے کہ جسدی اور حیوانی خواہشات کے ذریعے ہمارے جوانوں کو ان چیزوں سے دور رکھا جائے جو ان کے لئے فائدہ مند ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ دشمن ظاہری طور پر کسی کو ان امور کے لئے مجبور نہیں کرتا بلکہ وہ خبیث شیطانی طریقوں سے اس کام کو سر انجام دیتا ہے اور ہم اپنی جہالت کے سبب اپنے ہی خلاف دشمن کی مدد کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دشمن ان حکمرانوں کی بھی مدد حاصل کرتا ہے کہ جنہوں نے ظلم، ناانصافی اور کرپشن کی اندھیری راتوں میں حکومت پر قبضہ کیا ہے۔

نا جانے کب تک یہ پُر درد حالات باقی رہیں گے نا جانے کب اس غلامی کا اختتام ہوگا کہ جس کے بارے میں یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ ہمارے جوانوں، بچوں اور بچیوں کو غفلت سے بیدار نہیں کرتے اور نہ ان کے ضمیروں کو جھنجوڑتے ہیں، نہ ان کی غیرت وحمیت کو حرکت دیتے ہیں اور نہ ہی ان کو حقیقی آزادی کی جانب متوجہ کرتے ہیں کہ جو فقط مغرب کی جانب ہماری محتاجی کی ذلت سے آزادی ہے۔

میں تعلیمی اسٹاف سے درخواست ومطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مکمل اخلاص کے ساتھ پڑھائیں اور تعلیم کو فروغ دیں اور خواہشات کے غلام نہ بنیں اور نفسانی خواہشات اور حیوانی رغبات کو لگام دیں اور یہ سب کچھ اسلام سے تمسک سے ہی ممکن ہے کہ جس اسلام نے ہمیں صحیح راستہ بتایا ہے تا کہ ہم اس سے خاص طور پر اس طرح کے حالات میں استفادہ کریں۔ متکبر کافر عراق اور دیگر اسلامی ممالک اور مسلمانوں پر فوجی، سیاسی اور اقتصادی حوالے سے قبضہ کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے پس اس غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ اور علمی بساط پر اپنے قدم مضبوط کرلو اور دشمن سے سوائے شر، فساد اور خرابیوں کے کسی چیز کی امید نہ رکھو اور اس کے جھوٹے دعووں پر اعتماد نہ کرو عراق میں کافر دشمن ہمیں آزادی دلانے آیا تھا اور یہ وہ دعوی تھا جو آج سے سو سال پہلے برطانیہ نے بھی کیا کہ جب اس نے اسلامی ممالک پر قبضہ کیا لیکن نا جانے یہ آزادی کی کون سے قسم ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ اس سے پہلے بھی تو کافر ہی اپنے کارندوں کے ذریعے ہم پر حاکم تھا؟ کیا یہ بات درست نہیں کہ اس کافر نے ہی سرکشوں کو ہماری گردن

پر سوار کیا؟ کیا اسی کافر نے ہی اس سرکش حکمران کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچایا تھا اور اس کی حفاظت کی تھی؟

یہ بات یاد رکھیں عراق پر قبضہ کرنے والوں کا قرب یا کسی بھی قسم کا ان کے ساتھ تعلق نہ معاف ہونے والا جرم اور نہ برداشت ہونے والی خیانت ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بچوں اور بچیوں کو علم و عقل کی آغوش اور رہنمائی میں تعلیم حاصل کرنے اور اساتذہ کو اپنی تعلیمی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ثقافتی تسلط سے مقابلے کے طریقے

فکر اور ثقافت:

Imported مغربی افکار سے متاثر ہونے کی وجہ فکری اورعقائدی ایڈز ہے۔پس ایسی صورت حال سے نجات اورفرار کے دو ہی طریقے ہیں:

(۱)وہاں کوئی ایسی دانا اور سمجھدار قیادت ہو کہ جو اس تسلط کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اوراس کے پاس اس کام کے لئے ضروری اور مطلوبہ وسائل بھی ہوں۔

(۲)عوام خود اپنے اندر ایسی قوتِ مدافعت پیدا کرے کہ جس کے ذریعے وہ اپنی سلامتی کی حفاظت کر سکے۔

موجودہ حالات اور ہر طرف ہونے والے واقعات کی روشنی میں پہلا طریقہ تو مفقود ہے۔ پس اس ثقافتی تسلط سے نجات کا فقط ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ عوام خود اپنے اندر ضروری قوتِ مدافعت پیدا کرے، خاص طور پر جن حالات سے اسلامی ممالک گزر رہے ہیں خصوصا عراق کی صورتِ حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دوسرے طریقے کے علاوہ کوئی نجات کا راستہ نہیں ہے۔

علمی، ثقافتی اور صحیح فکری مرکز ''حوزہ علمیہ نجف اشرف'' سے دوری کی وجہ سے عوام کے لئے ایسی صلاحیت اور قوتِ مدافعت کا حصول آسان کام نہیں ہے۔

اوراس سے بڑھ کر خود نجف کا حوزہ علمیہ ایسے ایسے مصائب، مشاکل اور امتحانات میں مبتلا ہوا

کہ اگر ان مشاکل میں کوئی اور علمی ادارہ گرفتار ہوتا وہ کب کا مٹ چکا ہوتا اور اس کا کوئی اثر بھی باقی نہ رہتا۔لیکن یہ حوزہ حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی سرپرستی اور نگہبانی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے جوار کی برکت سے باقی ہے۔پس ایسی صورتِ حال میں عوام کے لئے ضروری ہے کہ وہ حوزہ کے قائدین، مراجع کرام اور مجتہدین کی طرف رجوع کریں اور ہر ممکن طریقے سے ان سے استفادہ کریں اور ہر وہ فکر اور چیز جو باہر سے کسی بھی طرف سے آپ تک پہنچتی ہے اس کے بارے میں حوزہ علمیہ کی رائے دریافت کریں۔

حوزہ علمیہ نجف اشرف خود بھی اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق اس خلا کو ختم کرنے کی کوشش میں مشغول ہے جو گزشتہ سالوں اور ایام میں پیدا ہوا ہے۔

لباس اور شکل وصورت

میرے بچوں خاص طور پر کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے واجب ہے کہ وہ شریعت مقدس کی حدود وقوانین کی پابندی کریں ان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایسا لباس پہنیں یا کوئی ایسا کام کریں کہ جو اللہ تعالٰی نے حرام قرار دیا ہے۔

واجب ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو مؤمن کی اہانت اور اسے صحیح راستے سے دور کرنے کا سبب بنے۔میری مومنہ بیٹیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر اس کام سے دور رہیں جوان کے لئے شریف خواتین کے راستہ سے نکلنے، ان کی توہین و بے حرمتی اور فسق وفجور کا باعث بنے، خواتین کیلئے واجب ہے کہ وہ مغرب کی اندھی تقلید میں بے ہودہ لباس نہ پہنیں، پس خواتین کے لئے ایسا لباس پہننا حرام ہے کہ جس میں عورت کی جسمانی ساخت اور ڈھانچہ نظر آئے۔

اسی طرح مرد کے لئے بھی ایسا لباس پہننا حرام ہے جو اس کی شرمگاہوں کو نہ چھپائے۔

میرے نوجوان بچوں کے لئے ضروری ہے کہ خوفِ خدا اور تقوی کو اپنا دستور وشیوہ قرار دیں، درس و تدریس کو مکمل اہمیت دیں، اخلاقی تہذیب اور صحیح اسلامی سیرت وکردار پہ کاربند رہیں۔میں کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ بے ہودہ مغربی لباس پہنے کہ جس کی وجہ سے انسان کی عزت اور قدر ومنزلت ختم ہو جاتی ہے اور وہ متوازن راستہ کو کھو بیٹھتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ کیوں ہمارے جوان مغربی کافر کی بیہودہ اور قبیح کاموں میں پیروی کرتے

ہیں اور تعلیم کے حصول اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں نئی نئی ایجادات اور انکشافات کرنے کے بارے میں نہیں سوچتے تا کہ اپنی مفقود قدر و منزلت کو حاصل کریں۔ اگر مغرب کی تقلید کرنی ہی ہے تو ان کی ترقی اور ٹیکنالوجی میں تقلید کریں، علوم کے ذریعے تمام دنیا پر قبضہ کرنے میں ان کی تقلید کریں نہ کہ بے ہودہ کاموں میں۔

ہم تمام کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب قول و فعل کے ذریعے امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی دعا میں موجود کلمات پر عمل کریں:

"اللهم ارزقنا توفيق الطاعة، وبُعد المعصية، وصدق النية، وعرفان الحرمة، واكرمنا بالهدى والاستقامة، وسدد السنتنا بالصواب والحكمة، واملأ قلوبنا بالعلم والمعرفة، وطهر بطوننا من الحرام والشبهة، واكفف ايدينا عن الظلم والسرقة، واغضض ابصارنا عن الفجور والخيانة، واسدد اسماعنا عن اللغو والغيبة، و تفضل على علمائنا بالزهد والنصيحة، وعلى المتعلمين بالجهد والرغبة، وعلى المستمعين بالاتباع والموعظة، وعلى مرضى المسلمين بالشفاء والراحة، وعلى موتاهم بالرأفة والرحمة، وعلى مشايخنا بالوقار والسكينة، وعلى الشباب بالانابة والتوبة، وعلى النساء بالحياء والعفة، وعلى الاغنياء بالتواضع والسعة، وعلى الفقراء بالصبر والقناعة، وعلى الغزاة بالنصر والغلبة، وعلى الاسراء بالخلاص والراحة، وعلى الامراء بالعدل والشفقة، وعلى الرعية بالانصاف و حسن السيرة، وبارک للحجاج والزوار في الزاد والنفقة واقض ما اوجبت عليهم من الحج والعمرة، بفضلک ورحمتک يا ارحم الراحمين"

(البلد الامین 349۔ 350، مفاتیح الجنان، مصباح الکفعمی)

یعنی: اے اللہ! ہمیں (اپنی) اطاعت کی توفیق، گناہوں سے دوری، نیت میں خلوص اور قابل احترام کی معرفت عنایت فرما۔ ہمیں ہدایت اور استقامت کے ذریعے مکرم فرما۔ ہماری زبانوں پر سچائی اور حکمت کو جاری فرما۔ ہمارے دلوں کو علم اور معرفت سے لبریز فرما۔ ہمارے شکموں کو حرام اور مشکوک چیزوں سے پاک کردے۔ ہمارے ہاتھوں کو ظلم اور چوری سے محفوظ رکھ۔ ہماری آنکھوں کو فسق وفجور اور خیانت سے باز رکھ۔ ہمارے کانوں کو بے ہودہ باتوں اور غیبت (کے سننے) سے بچا۔ ہمارے علماء پر زہد اور نصیحت (کی توفیق) کے ذریعے فضل (وکرم) فرما۔ ہمارے طالب علموں پر (تعلیم میں) جدوجہد اور رغبت کے ذریعے (فضل وکرم فرما)۔ سننے والوں پر اتباع اور نصیحت کے ماننے (کی توفیق) کے ذریعے (فضل فرما)۔ بیمار مسلمانوں پر شفا اور راحت کے ذریعے (فضل فرما)۔ ان کے مرجانے والوں پر مہربانی اور رحمت کے ذریعے (فضل وکرم فرما)۔ ہمارے بزرگوں پر وقار اور سکون کے ذریعے (فضل وکرم فرما)۔ ہمارے جوانوں پر انابت اور توبہ کی توفیق کے ذریعے (فضل وکرم فرما)۔ ہماری خواتین پر شرم وحیا اور پاکدامنی (کی توفیق) کے ذریعے (فضل فرما)۔ مالداروں پر انکساری اور بلند ہمتی (کی توفیق) کے ذریعے (فضل فرما)۔ فقیروں پر صبر اور قناعت (کی توفیق) کے ذریعے (فضل کر)۔ غازیوں پر نصرت اور فتح کے ذریعے (فضل کر)۔ قیدیوں پر رہائی اور سکون کے ذریعے (فضل کر)۔ حاکموں پر عدل اور شفقت (کی توفیق) کے ذریعے (فضل کر)۔ رعایا پر انصاف اور اچھی سیرت (کی توفیق) کے ذریعے (فضل کر)۔ حاجیوں اور زائرین کے زادِراہ اور نان نفقہ میں برکت عطا فرما۔ جو حج اور عمرہ تو نے ان پر واجب کیا اسے اپنے فضل اور رحمت سے پورا فرما، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اے جوانو! اپنی نیند سے اٹھ جاؤ، اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ مشرق ومغرب کی تمام شریر اور شیطانی طاقتوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ یہ قوتیں ہماری جان، مال، ناموس

اور عزت و کرامت کو لوٹنے میں لگی ہوئی ہیں۔ پس ہمارے لئے ان کے ہاتھ میں کھلونا بننا جائز نہیں ہے۔

عقل اور منشیات

وہ افراد جو منشیات کی تجارت کرتے ہیں انھیں عراق یا دوسرے اسلامی ممالک میں لے کر آتے ہیں میری ان کے بارے میں نصیحت یہ ہے کہ:

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان الشیطان لکم علو فاتخذوہ علوا انما یلعو حزبۃ لیکونوا من اصحاب السعیر" (۱)

یعنی: بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم اسے دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو صرف اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ سب جہنمیوں میں شامل ہو جائیں۔

ارشاد قدرت ہے:

"والذین یسعون فی آیاتنا معاجزین اولئک فی العذاب محضرون" (۲)

یعنی: وہ لوگ جو ہماری نشانیوں کے مقابلے میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں وہ جہنم کے عذاب میں جھونک دیے جائیں گے۔

۱۔ سورۃ فاطر آیت 6 ۲۔ سورۃ سبأ آیت 38

خدا فرماتا ہے:

"سیصیب الذین اجرموا صغار عنداللہ وعذاب شدید بما کانوا یمکرون" (۱)

یعنی: عنقریب مجرمین کو ان کے جرم کی پاداش میں خدا کے ہاں ذلت اور شدید ترین عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اشقیا کے بعض گروہ انسانیت، اسلام اور اللہ کے دشمنوں کی راہ پر چلتے ہوئے زمین کو فساد سے بھرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مغرب کی بے ہودہ چیزوں اور رذائل کو اپنی معیشت کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

آج سے سو سال پہلے عربی ممالک اور باقی اسلامی ممالک میں نہ صرف منشیات کا وجود نہیں تھا بلکہ اکثر لوگ منشیات سے واقف تک نہ تھے لیکن مجرم مغرب نے منشیات اور ان کی تجارت کا رخ ہمارے ممالک کی طرف کر دیا۔

اے مسلمان! تمہارے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ منشیات کا اسلامی ممالک میں لانا اور ان کی تجارت کرنا ان بڑے جرائم میں سے ہے کہ جس کا ارتکاب کرنے والے کو صاحب حکومت حاکم شرعی کی طرف سے سخت ترین سزا دی جاتی ہے۔ نشہ ایسی بیماری اور عادت ہے کہ جس کی وجہ سے عوام تباہ و برباد ہو جاتی ہے اور انسانیت حیوانیت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اس کے ہوش و حواس اور عقل باقی نہیں رہتی، اس سے قیام کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے، نشہ اس کی فکری، مالی اور اخلاقی ترقی میں حائل ہو جاتا ہے، اس سے غیرت، شرف، کرم اور عزت کا احساس سلب کر لیتا ہے اور نشہ کرنے والا ایک مجسم جرم کی صورت میں زمین پر پھرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر قبیح بات کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنی اس

۱۔ سورۃ الانعام آیت 124

خوبصورت فطرت کو ترک کر دے کہ جو اسے خدا تعالیٰ نے عطا کی ہے اور رذائل کے حصول کے لئے کوشش کرے اور اس خدا کو بھول جائے کہ جس نے اسے بہت سی مخلوقات پر شرف اور عزت عطا کی ہے۔

میرے بیٹے! یہ بات یاد رکھیں کسی بھی غیور مسلمان کی صفات میں سے مرکزی صفات یہ ہیں کہ وہ عزت وکرامت کا احساس کرے، ترقی کی منازل کو طے کرنے اور ترقی کی معراج تک پہنچنے کو خاص اہمیت دے اور اپنے شرف کو باقی رکھے۔

اے غیور مسلمان! منشیات کی تجارت ایسا جرم ہے کہ جس پر نہ خاموش رہا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے غفلت برتی جا سکتی ہے۔ منشیات کی تجارت حقیقت میں مسلمانوں کے جان، مال، ناموس، عزت وشرف اور وطن کے وقار کی تجارت ہے۔ منشیات کا پھیلاؤ ہمارے جوانوں، وطن کے ستونوں اور قوم کی امید کو آگ کے گڑھے میں ڈال دے گا پس منشیات کی تجارت کرنے والے دین، انسانیت اور وطن کے مجرم اور خائن ہیں۔

لہٰذا منشیات کی گھٹیا تجارت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کمینے مقاصد سے باز آئیں اور وہ افراد جو منشیات کے سمگلروں کو جانتے ہیں یا ان کے پاس ان کے بارے میں کوئی معلومات ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ ان معلومات کو ذمہ دار انتظامیہ تک پہنچائیں اور لوگوں میں ان سمگلروں کو بے نقاب اور بدنام کریں تاکہ لوگ ان سے دور رہیں۔ اور پڑھے لکھے طبقے اور واعظین کو چاہیے کہ منشیات کے مہلک آثار، ان کی مصیبت وبلاء اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بیماریوں اور اخلاقی فساد کے بارے میں لوگوں اور جوانوں کو بتائیں۔

خدا تمام مسلم ممالک کو اس آفت سے محفوظ رکھے اسلامی ممالک کو تباہ کرنے اور انھیں آگ و فساد کے گڑھوں میں پھینکنے کی کوشش کرنے والے مغربی و شرقی شیطانوں سے محفوظ رکھے۔

ورزش اور جوان

"واعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم و آخرين من دونهم لا تعلمو نهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف اليكم و انتم لا تظلمون" (۱)

یعنی: اور تم سب ان کے مقابلے میں جتنی بھی قوت مہیا کر سکتے ہو کرلو اور گھوڑوں کی صف بندی کا انتظام کرو جس سے اللہ کے دشمن، تمہارے دشمن اور ان کے علاوہ جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے سب کو خوفزدہ کردو اور جو کچھ بھی راہِ خدا میں خرچ کروگے سب پورا پورا ملے گا اور تم پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ورزش کا حقیقی معنی جسم کی قوت اور مقابلے اور دفاع کی صلاحیت کا کسب کرنا اور طبیعی طاقت کو بڑھانا ہے کہ جس کا ورزش کے بغیر بڑھانا ممکن نہیں ہے۔

ورزش کے ذریعے ہم اپنے بچوں کو جسمانی صحت کے برقرار رکھنے اور اپنے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرنے کی تربیت دے سکتے ہیں جیسا کہ کسی دانا کا کہنا ہے کہ "ایک صحت منداور صحیح عقل صحت مند جسم میں ہی ہوتی ہے" لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب انسان کمزور ہوجاتا ہے یا بوڑھا ہوجاتا ہے یا پھر بیمار ہوجاتا ہے تو اس کی روح بھی ضعیف ہوجاتی ہے بلکہ دانا کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ عقل

۱۔ سورۃ الانفال آیت 60

اور روح ایک صحت مند جسم کے ذریعے ہی اپنا صحیح کردار ادا کرسکتی ہے۔پس ایک صحیح اور صحت مند معاشرے کی تعمیر کے لئے ایک صحت مند جسم کا ہونا بہت ضروری ہے اور صحت مند جسم ہی ایک صحیح، عقل مند، باہوش اور ذمہ دار معاشرے کی بنیاد ہے۔

ورزش اور کھیل کے بارے میں اسلام نے بہت تاکید کی ہے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"علموا اولادکم السباحة والرماية" (۱)

یعنی: اپنے بچوں کو تیراکی اور تیراندازی سکھاؤ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حدیث میں مذکور امور کے ذریعے جسمانی طاقت کو بڑھایا جاتا تھا اور ورزش کے طور پر ان کو انجام دیا جاتا تھا۔

ورزش کا مقصد جسمانی کمال کو حاصل کرنا ہے اور کوئی بھی کمال اس وقت تک انسان حاصل کر سکتا ہے جب تک وہ اپنے آپ کو مقابلے کے میدان میں نہ کھڑا کرے اور اپنے اندر دوسروں سے جیتنے کا جنون پیدا نہ کرے۔

مقابلے اور کھیل کے میدان میں جیتنے کا شوق اور جنون ہی جسمانی نشونما، جیت اور کمال کی بنیاد ہے میں اپنے بچوں کو کھیل کے میدان میں جانے کی تاکید کرتا ہوں تاکہ ان کے اندر مقابلے کا رجحان پیدا ہو اور وہ جسمانی اور روحانی کمال کے حصول کے لئے جدوجہد کریں۔یہی وجہ ہے کہ کھیل کے ماہرین، اسلام اور ماہرین نفسیات اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ بچوں کو ورزش اور کھیل کے میدان کا کھلاڑی بنانا بچوں کی تربیت کا اہم حصہ ہے۔

۱۔ وسائل الشیعہ ج 17 ص 331

امام باقر علیہ السلام کے بارے میں مروی ہے کہ ایک دفعہ ہشام بن عبد الملک نے انھیں زبردستی دمشق بلایا جبکہ ان کے ساتھ امام جعفر صادقؑ بھی تھے پس ہشام بن عبد الملک ملعون نے تین دن تک ان کو داخل ہونے سے روکے رکھا اور پھر چوتھے دن انھیں دربار میں داخلے کی اجازت دی گئی۔

پس امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہم اس دربار میں داخل ہوئے تو بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے خاص لوگ اور فوجی دو لائنوں میں مسلح کھڑے تھے اور وہاں ایک ہدف کو نصب کیا گیا تھا کہ جس کو قبیلوں کے سردار تیر مار رہے تھے۔ پس جب ہم داخل ہوئے تو میں اپنے بابا کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا تو اس بادشاہ نے میرے بابا کو پکار کر کہا:

ان قبائلی سرداروں کے ساتھ مل کر تم بھی تیر اندازی کرو اور اس ہدف کو نشانہ بناؤ۔ پس میرے بابا نے اس سے کہا: میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں لہذا مجھے اس کام سے دور ہی رہنے دو۔

تو اس وقت ہشام بن عبد الملک نے کہا: مجھے اس خدا کی قسم جس نے ہمیں دین اور رسول سے عزت دی! میں تم سے یہ عمل کروا کے ہی چھوڑوں گا۔ پھر اس کے بعد اس نے بنی امیہ کے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ امام باقر علیہ السلام کو تیر اور کمان دے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بابا نے اس سردار سے کمان لے کر اس میں تیر لگایا اور پھر معین شدہ ہدف کا نشانہ لے کر تیر چلا دیا تیر اس ہدف کے بالکل درمیان میں جا لگا پھر اس کے بعد دوسرا تیر چلایا جو پہلے تیر پر جا لگا اور اسے نوک تک چیر دیا پھر اس کے بعد مسلسل تیر چلائے اور ہر تیر پہلے موجود تیر کو نوک تک چیر دیتا، پس آپ نے نو تیر چلائے کہ جن میں سے ہر ایک نے پہلے موجود تیر کو نوک تک کاٹ دیا۔ جبکہ ہشام دربار میں پریشانی اور شرمندگی کی وجہ سے کروٹیں بدل رہا تھا لیکن بالآخر ہشام بن عبد الملک نے یہ کہہ دیا:

اے ابا جعفرؑ اے محمد باقرؑ میں نے عرب وعجم میں تم سے بڑا تیر انداز نہیں دیکھا تم سب سے

بڑے عجم و عرب کے تیرانداز ہو تم نے یہ گمان کیسے کرلیا کہ تم بوڑھے ہوگئے ہو۔ پھر اس کے بعد ہشام کو اپنے کیے پہ شرمندگی اور ندامت ہوئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے اپنی خلافت کے دوران سوائے میرے بابا کے کبھی بھی کسی کو یہ لقب نہیں دیا تھا۔

پس میرے جوان بچو! تیار ہو جاؤ اور ورزش اور کھیل کے میدان میں محنت کرو تا کہ تم میں سے ہر ایک ہر مقابلے، ہر کھیل، ہر محفل اور ہر میدان میں دشمن سے برتری حاصل کرے۔

یہ بات نہ بھولیں کہ آپ ملک میں اور ملک سے باہر اپنی ملت اور مرجعیت کے نمائندے ہیں آپ کے لئے ضروری اور واجب ہے کہ اپنی محنت اور جیت کے ذریعے اپنی ملت کا دنیا میں تعارف کروائیں اور بہتر سے بہتر نمائندگی کریں۔ پس عراق امتِ اسلامی کا دل ہے، توحید، نبوت اور امامت کا پرچم ہے اور وہ مقابلے اور کھیل کہ جن میں آپ شرکت کرتے ہیں ضروری ہے کہ ان میں شرکت کے دوران اپنے اندر جیت کی روح، شجاعت، عزت، اور اس عربی طبیعت کو اجاگر رکھیں کہ جس کو آپ نے اپنے عرب آباؤاجداد سے ورثے میں حاصل کیا ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ اسلام انہی صفات کو لے کر آیا اور اسی پہ تاکید کرتا ہے لہذا آپ اپنی ترقی، محنت اور ان صفات کے ساتھ عراق کی نمائندگی کریں تا کہ آپ کے کھیل اور ورزش کا مقصد اور اصل ہدف ان عظیم صفات کا حاصل کرنا ہو

والحمد لله رب العالمين و صلى الله على سيدنا محمد و اله الطيبين الطاهرين.